عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۱۲تا۲۰رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳تا۳۱مارچ ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۱۲

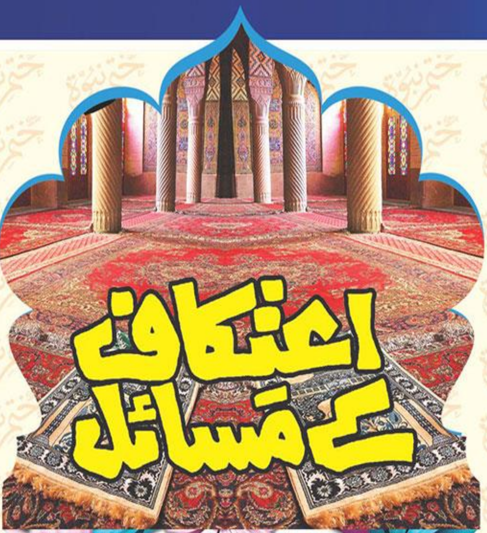

اعتکاف کے مسائل

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا علمی مقام

رمضان میں عمرہ کی اہمیت

غزوۂ بدر حق و باطل کا پہلا معرکہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

پلاٹ پر زکوٰۃ؟

س:......ہم نے ایک پلاٹ خریدا تھا، اس نیت سے کہ جب اچھی قیمت ملے گی تو فروخت کردیں گے، مگر اب اس کی قیمت مزید کم ہوگئی ہے، کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟ اگر زکوٰۃ ہے تو کس قیمت پر ادا کی جائے گی؟ قیمت خرید پر یا موجودہ قیمت پر؟

ج:...... یہ پلاٹ چونکہ انویسٹمنٹ کی نیت سے خریدا گیا ہے، اس لئے یہ مالِ تجارت کے حکم میں ہے اور اس پر زکوٰۃ بھی واجب ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت کسی جنس کی موجودہ مالیت کو دیکھا جاتا ہے، نہ کہ پرانی قیمت کو۔ لہٰذا اگر اب قیمت زیادہ ہوگئی ہو تو اسی قیمت پر زکوٰۃ دی جائے گی، اسی طرح اگر موجودہ قیمت کم ہوگئی ہے تو اسی کم قیمت پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

تھوڑی تھوڑی کرکے زکوٰۃ ادا کرنا

س:....کیا زکوٰۃ تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کی جاسکتی ہے؟ جیسے اگر کسی مستحق کو ماہانہ دی جائے، جس سے اس کے اخراجات اور ضروریات پوری ہوں یا وقفہ وقفہ سے نکال دی جائے؟

ج:.... مستحق زکوٰۃ کو ماہوار زکوٰۃ دینا بھی درست ہے اور وقفہ وقفہ سے زکوٰۃ نکالتے رہنا بھی صحیح ہے۔ لیکن حساب رکھا جائے کہ کس قدر نکالی جاچکی ہے اور ٹوٹل کتنی ہے۔ تاکہ زکوٰۃ ادا کرنے میں کمی نہ رہ جائے، زیادہ نکل جائے تو باعث اجر وثواب ہی ہے، اگر کم نکالی ہے تو قابل مواخذہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا بھی ضروری ہے یا پہلے سے ہی زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کی ہو تو بھی صحیح ہے۔ بغیر نیت کے رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

عمرہ کی نیت سے احرام پہننے اور تلبیہ پڑھنے سے عمرہ واجب ہوجاتا ہے

س:....ہمارے والد کراچی سے عمرہ کے لئے گئے، مکہ مکرمہ میں پہنچ کر عمرہ بھی کرلیا، پھر مزید عمرے کے لئے ان کے ساتھی مسجد عائشہ گئے، والد صاحب نے بھی ان کے ساتھ وہاں سے احرام کی نیت کرلی، مگر پھر ان کی طبیعت خراب ہوگئی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ عمرہ کرلو، میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اس لئے میں عمرہ نہیں کررہا، وہ ہوٹل میں آکر کپڑے تبدیل کرکے آرام کرنے لگے، اگلے دن مدینہ روانہ ہوگئے، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ نیت کرنے کے باوجود عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے دم دینا لازم ہے؟

ج:....احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھنے سے احرام شروع ہوجاتا ہے اور پھر یہ خود بخود ختم نہیں ہوتا جب تک کہ طواف وسعی کرکے حلق نہ کرالیا جائے، یعنی عمرہ کرنا واجب اور ضروری ہوجاتا ہے، ہاں! اگر کوئی ایسا شدید بیمار ہو جائے کہ وہ بالکل ہی عمرہ نہ کرسکے حتی کہ وہیل چیئر پر بیٹھ کر کسی دوسرے کی مدد سے بھی ممکن نہ ہو، مزید رکنے اور صحت مند ہونے کا وقت بھی میسر نہ ہو، مثلاً واپسی کی فلائٹ ہو وغیرہ تو ایسی صورت میں حکم ہوتا ہے کہ وہ دم دیدے اور حلق کراکے احرام کھول دے اور اس عمرہ کی بعد میں قضا کرلے، لہٰذا آپ کے والد نے جو احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے، ایسا کرنے سے ان کا احرام ختم نہیں ہوا وہ ابھی تک احرام کی حالت میں ہیں، اس لئے مدینہ سے نئے احرام کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں اسی احرام سے واپس آکر عمرہ ادا کریں، لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ فوراً احرام کی چادریں پہن لیں اور مدینہ سے مکہ آکر عمرہ ادا کریں، چونکہ وہ ابھی احرام میں ہی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلسِ ادارت
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ — ۱۲ تا ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مارچ ۲۰۲۴ء — شمارہ: ۱۲

اس شمارے میں!

عدالتِ عظمیٰ کی خدمت میں!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان میں عمرہ کی اہمیت	۸	ڈاکٹر خالد محمود، راولپنڈی
اعتکاف کے مسائل	۱۰	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
معجزاتِ انبیاء علیہم السلام (۲)	۱۴	الحاج لعل دین ایم اے
حضرت عائشہ صدیقہؓ کا علمی مقام	۱۷	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
غزوۂ بدر..... حق وباطل کا پہلا معرکہ	۱۹	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
اسمارٹ فون..... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ (۶)	۲۲	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
ختم نبوت کانفرنس، سرائے نورنگ	۲۵	رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری **مطبع**: القادر پرنٹنگ پریس **طابع**: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۴۷ باب سوم

فصل:... اہجری کے واقعات

۴:.... غارِ ثور کو روانگی:..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خمیس کی رات کو، جو ربیع الاوّل کی چاندرات تھی، مکہ مکرّمہ کو خیر باد کہہ کر غارِ ثور کی جانب روانہ ہوئے، اور یہاں تین راتیں قیام فرمایا، یعنی شبِ جمعہ، شبِ ہفتہ، شبِ اتوار، اور پیر کی رات کو جو ربیع الاوّل کی پانچویں رات تھی، غار سے نکل کر مدینہ کا راستہ لیا، یہاں تک کہ ۱۲/ربیع الاوّل بروز پیر چاشت کے وقت مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ شامی نے اپنی سیرت میں اسی طرح ذکر کیا ہے، یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں داخل ہونے سے بظاہر یہ مراد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں داخل ہوئے، کہ فنائے شہر میں داخلہ بھی اس شہر میں داخلہ شمار کیا جاتا ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ''جذب القلوب'' میں اسی پر جزم کیا ہے۔

اور اس توجیہ کی ضرورت ہمیں اس لئے پیش آئی کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قباء میں وارِد ہوئے، وہاں ''کچھ اُوپر'' دس راتیں (بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً) قیام فرمایا، اور وہاں مسجدِ قباء تعمیر فرمائی، پھر جمعہ کے دن قباء سے مدینہ طیبہ منتقل ہوئے۔ ''بضع'' (کچھ اُوپر) کا لفظ ایک سے نو تک پر بولا جاتا ہے جیسا کہ النہایہ لابنِ اثیر جزری، اللوامع اور کشف اللغات میں مذکور ہے، اندریں صورت ''بضع عشرۃ'' کی تفسیر ''گیارہ راتوں'' سے کرتے ہوئے یہ توجیہ کی جائے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قباء میں تشریف آوری ۱۲/ربیع الاوّل کو بروز سوموار ہوئی، گیارہ راتیں وہاں قیام رہا، اور ۲۳/ربیع الاوّل بروز جمعہ مدینہ تشریف لے گئے، اس توجیہ سے تمام اقوالِ مذکورہ جمع ہوجاتے ہیں اور اِختلاف اُٹھ جاتا ہے۔

اور ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قباء میں قیام کی مدّت چار دن ذکر کی گئی ہے، اس کے مطابق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود مدینہ طیبہ میں داخل ہونا ۱۶/ربیع الاوّل بروز جمعرات قرار پاتا ہے۔ بہرکیف! سیرتِ شامیہ وغیرہ میں جو ۱۲/ربیع الاوّل بروز سوموار مدینہ طیبہ میں داخل ہونا ذکر کیا گیا، اس کو قباء میں داخل ہونے پر محمول کرنا ناگزیر ہے، فتدبر، واللہ اعلم!

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عدالتِ عظمیٰ کی خدمت میں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۶رفروری ۲۰۲۴ءکو ہمارے ملک پاکستان کی سپریم کورٹ نے ایک شخص مبارک احمد ثانی قادیانی کے مقدمہ کے متعلق جو فیصلہ دیا، وہ فیصلہ کئی پہلوؤں اور کئی اعتبار و جہات سے آئین و قانون کے ماہرین کے علاوہ، دینی و مذہبی حلقوں میں بھی زیر بحث اور تشویش کا باعث ہوا ہے۔ جس پر ملک بھر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اگرچہ سپریم کورٹ نے ایک پریس ریلیز جاری کی، (اس میں بھی تاریخ غلط ۲۲رفروری ۲۰۲۲ء درج کی۔ حالانکہ یہ سال ۲۰۲۴ء ہے) اور اپنے تئیں اس تشویش کو کم کرنے کی کوشش کی اور اس میں کہا کہ ''افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسے مقدمات میں جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں اور اسلامی احکام بھلا دیئے جاتے ہیں۔ فیصلے میں قرآن مجید کی آیات اس سیاق و سباق میں دی گئی ہیں۔''

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ سپریم کورٹ کا ماتحت عدالتوں کو عقیدے کے متعلق بہت زیادہ احتیاط سے کام لینے کی ہدایت اور اس کے لئے ان آیات سے استدلال بے موقع، بے محل اور سیاق و سباق سے بالکل ہٹ کر ہے، جس کے لئے مستند تفاسیر کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ پیراگراف نمبر ۶ میں درج آیت ''لا إکراہ فی الدین'' (کہ دین میں جبر نہیں) اول تو اس آیت سے استدلال ہی بے محل ہے، آیت میں اِکراہ سے مراد زبردستی کسی انسان کو اسلام قبول کروانے کی ممانعت ہے، جب کہ یہاں مسئلہ کفر کو اسلام کہنے کا ہے، اور خود ساختہ مذہب کو دین اسلام کا درجہ دلوانے کا ہے۔

دوم یہ کہ احتیاط کا عنوان تو معاملے کی حساسیت اور سنگینی کی رعایت کرنے کا متقاضی تھا، لیکن مذکورہ فیصلے میں احتیاط کی تشریح ''لا إکراہ'' سے کرنا احتیاط کی بجائے بے احتیاطی کی دعوت یا اجازت ثابت ہو رہی ہے، یعنی ایک طرف جہاں ایف۔آئی۔آر میں 298۔سی اور 295۔بی کے عدم ذکر کی فرضی آڑ میں ملزم کا الزام ہٹا دیا گیا تو دوسری طرف پیراگراف 6۔10 تک امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس کے معروف قانون کے مقابلے میں مجرم کو فائدہ پہنچانے کا تأثر اور اگلے مرحلے میں ایسے جرائم کے ارتکاب کے لیے حوصلہ افزائی کا واضح نقصان نظر آ رہا ہے۔

الغرض مذکورہ فیصلے میں اس صریح قرآنی حقیقت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ہماری مسلم قوم کے فطری جذبات اور مذہبی تصلب کو غصہ کے کھاتے میں ڈالنا' نہ صرف یہ کہ زیادتی ہے، بلکہ معزز عدالتی فیصلوں میں اس قسم کے رویوں سے شرعی اور آئینی مجرم کی دادرسی کا بے تکا تأثر بھی ابھرتا ہے اور قرآن و سنت میں تحریفات کرنے والوں کو صرف آخرت میں جواب دہی کی اسکیم کے حوالے کرکے دنیا کی سزا سے استثناء کا حق ملتا ہے اور اس فیصلے کی رو سے 298۔سی اور 295۔بی کی دفعات ہمیشہ کے لیے غیر مؤثر قرار پائیں گی۔ نیز دوسری آیت ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ'' سے جج صاحب نے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلم معاشرے میں تحریف کی اجازت ہو اور تحریف سے کوئی نقصان نہیں ہوگا، بلکہ قرآنی سیاق میں تو تحریف کو غیر مؤثر بنانے کا حکم ہے اور تحریف کے خلاف، حفاظتی انتظامات اور اسباب بندی کا بیان ہے، جب کہ آیت سے استدلال اس کے برعکس کیا جا رہا ہے، اگر اس استدلال

کو درست مانا جائے، تو پھر تمام سیکیورٹی اداروں کو بھی ختم کردینا چاہیے، اس کے لیے نصِ قرآنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ انسانوں کی حفاظت کا انتظام فرما رکھا ہے۔

لہٰذا قرآنی آیات سے ایسے بے معنی استدلالات‘ تحریف معنوی کے زمرے میں بھی آسکتے ہیں، جس سے مسلمانوں کو اجتناب کا حکم ہے۔

سپریم کورٹ کی پریس ریلیز میں مزید کہا کہ:

۲:...فیصلے میں غیرمسلموں کی مذہبی آزادی کے متعلق اسلامی جموریہ پاکستان کے آئین کی جو دفعات نقل کی گئی ہیں، ان میں واضح طور پر یہ قید موجود ہے کہ یہ حقوق: ’’قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع‘‘ ہی دستیاب ہوں گے۔

۳:...آئین کی دفعہ ۲۰ کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے: ’’قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع: (اے) ہرشہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اسے بیان کرنے کا حق ہوگا اور (بی) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، ان کی دیکھ بھال اور ان کے انتظام کا حق ہوگا۔ اس نوعیت کے ایک مقدمہ میں سپریم کورٹ کا پانچ رکنی بینچ اس موضوع پر پہلے ہی تفصیلی فیصلہ دے چکا ہے۔ ظہیرالدین بنام ریاست ۱۹۹۳ء ایس سی ایم آر ۱۷۱۸ جس سے موجودہ فیصلے میں کوئی انحراف نہیں کیا گیا....‘‘

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ وضاحت اس پریس ریلیز میں کی گئی ہے، لیکن اگر فیصلہ کی عبارت سامنے رکھی جائے تو اس میں بجا طور پر یہ تاثر ابھرتا ہے کہ سپریم کورٹ نے اس قادیانی ملزم کو مذہبی آزادی دینے کی بات کی ہے۔ حالانکہ قادیانیت آئین، قانون اور سپریم کورٹ ۱۹۹۳ء کے پانچ ججوں کے فیصلے کے مطابق کوئی مذہب نہیں، بلکہ یہ ایک گروپ ہے جو جعل سازی سے مسلمانوں کے حق کا استحصال کررہا ہے۔

اس قانون سے قادیانی گروہ‘ اس وقت فائدہ اٹھا سکتا ہے جب وہ اسلامی شریعت اور ملکی آئین کے طور پر خود کو دیگر اقلیتی مذاہب کی طرح اپنی مخصوص شناخت کے ساتھ الگ مستقل فرقہ ڈکلیر کروائیں، جب کہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس (مجموعہ تعزیراتِ پاکستان) کی شق 298-سی، (جو قادیانی فرقے کے کسی فرد کو بوجوہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے، کہلانے یا اپنے فرقے کی تبلیغ اور اشاعت کرنے سے روکتی ہے)، یہ قانونی شق‘ مذکورہ مذہبی آزادی کے قانون سے قادیانیوں کی تخصیص کرتی ہے، لہٰذا قادیانی گروہ کو دیگر غیرمسلم اقلیتوں کی مانند مذہبی آزادی کا عمومی حق دینا‘ مذہبی آزادی کے قانون کے تحت آئینی لحاظ سے بھی درست نہیں؛ کیوں کہ شریعت اور آئینِ پاکستان کی رو سے وہ بطور مذہبی گروہ ڈکلیر ہی نہیں ہیں، جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ 1973ء کے آئین میں اس گروہ کو کسی مذہبی فرقہ کی بجائے ’’قادیانی گروپ‘‘ کے عنوان سے درج کیا گیا ہے، مگر وہ آئین اور شریعت کو نہیں مانتے، اس لیے وہ زندیق ہیں، یعنی قادیانی گروہ شریعت اور آئین کی رو سے کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور اپنی تحریفات کو قرآنی مدلول باور کرانے اور اپنے قادیانی پیشوا کی شیطانی باتوں کو وحی الٰہی ماننے کے مجرم ہیں۔ اگر وہ اپنی اس خرافاتی حیثیت کا اعتراف کریں، اور اہلِ اسلام سے جداگانہ شناخت کے ساتھ اپنا مذہبی حق مانگیں، تو انہیں غیرمسلم اقلیتی گروہ کے حقوق حاصل ہوسکتے ہیں، ورنہ نہیں۔ لہٰذا جو گروہ اپنے مذہبی حق کے حصول کے لیے شریعت اور آئین کے بنیادی تقاضے پورے نہیں کرتا‘ اسے ہر حال میں مذہبی حق سے نوازنے کے فیصلے کا تاثر دینا بجا طور پر معنی خیز قرار دیا جائے گا۔

پیراگراف 10 کا متن ہے: ’’اگر ریاست کے ذمہ داران قرآن پاک پر عمل کرتے، آئین پر غور کرتے اور قانون کا جائزہ لیتے تو مذکورہ بالا جرائم پر ایف۔آئی۔آر درج نہ ہوتی۔‘‘

اس عبارت سے بادی النظر میں یہ تاثر عام ہورہا ہے کہ مجرم مبارک احمد ثانی قادیانی کا تحریفات پر مبنی قادیانی تفسیر کی اشاعت کرنا، تبلیغ کرنا، تعلیم

دینا، کھلے عام تقسیم کرنا‘ کوئی قابلِ اشکال امر ہی نہیں اور ریاستی اداروں کا اس عمل کی روک تھام کرنا‘ قرآن پاک پر عمل کی خلاف ورزی ہے اور آئین سے عدمِ واقفیت کا نتیجہ ہے، جب کہ حقیقت میں مذکورہ قضیے میں پہلے تو اس طرح کی غیر ضروری ابحاث کی طرف جانا نہ صرف یہ کہ بے محل ہے، بلکہ قرآن کریم کے معانی ومطالب سے واجبی تعلق سے محرومی کی دلیل بھی ہے۔

دوسرا یہ کہ ہر قضیے میں ریاست کا مدعی ہونا ضروری نہیں ہوتا، اگر خدانخواستہ قرآن مقدس‘ تحریفات کی نذر ہو رہا ہو اور ریاست مدعی نہ بنے تو کیا تحریفات کے خلاف کوئی فرد یا طبقہ آواز نہیں اٹھا سکتا؟ یا ریاست کے حرکت میں آنے کا انتظار کرنا پڑے گا؟ اگر ریاست خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہو تو فطری جذبات کے تحت مسلم عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کے مواقع ملنا درست ہوگا؟

آخر میں ہم عرض کریں گے کہ سپریم کورٹ کے اس پریس ریلیز اور اس میں آئین کی دفعہ ۲۰ کا حوالہ دے کر بتایا گیا ہے کہ یہ آزادی، قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہوگی۔ سب جانتے ہیں کہ ہمارا تمام ملکی انتظام چاہے وہ مقننہ ہو، عدلیہ ہو یا انتظامی ادارے ہوں سب آئین اور دستور کے پابند ہیں اور اسی دستور نے اپنے طریقہ کار کے مطابق کسی کو صدر، کسی کو وزیر اعظم، کسی کو وزیر اعلیٰ یا کسی کو جج، کسی کو چیف جسٹس جیسے عہدے عطا کئے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے دوبارہ سماعت کے لئے جن اداروں سے اس فیصلے کے بارہ میں آراٗ مانگی ہیں، اس میں ’’المورد‘‘ جیسے ادارے اور اس کی فکر کے زیرِ اثر دیگر اداروں کو قادیانی ملزم کے فیصلے میں ’’شرعی نقطۂ نظر‘‘ بتانے کا موقع دے کر عدالت نے اپنے اس احسن اقدام کو بھی محلِ بحث بنا دیا ہے؛ اس لیے کہ ’’المورد‘‘ اور اس کی فکر سے اثر آلود ادارے اس حوالے سے کئی تضادات اور اشکالات کا پہلے سے مورد چلے آ رہے ہیں، بالخصوص وہ ریاست کے لیے مذہبی بنیادوں کے قائل نہیں ہیں، مذہب کو پرائیویٹ ترجیح کا درجہ دیتے ہیں، جاوید احمد غامدی جو کھلے الفاظ اور انداز میں بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں کہہ چکا ہے کہ: ’’ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا‘‘ کیا اس کا یہ کہنا آئین کی دفعہ ۲ کا انکار نہیں، جس میں کہا گیا ہے کہ اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا۔ اسی طرح وہ آئین کی اس دفعہ (۲۰) جس میں مذہبی آزادی بھی اس آئین اور قانون پاکستان کے تابع ہوگی، اس کی یہ خلاف ورزی نہیں۔

مزید یہ کہ سپریم کورٹ کو خود اس آئین وقانون نے فیصلے کا حق دیا ہے اور وہ اس قانون اور آئین کے مطابق فیصلے کرنے کی پابند ہے تو جو لوگ اس آئین اور قانون کو نہیں مانتے، ان سے رائے طلب کرنا کس آئین اور قانون کے مطابق ہوگا؟ اسی طرح اس فکر کے لوگ قادیانیوں کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے جب کہ قومی اسمبلی نے ان کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور انہی کے دجل اور فریب کو روکنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء جاری کیا گیا۔

خلاصہ یہ کہ اسلام اور آئین پاکستان کے ماننے والے مسلمانوں کے مسلمہ مسالک، فرقوں اور اسلامی نظریاتی کونسل جو آئینی ادارہ ہے سے تو اس مسئلہ میں راہنمائی لی جائے، لیکن ایسے لوگ جو آئین پاکستان کے سرکاری مذہب اسلام کو نہیں مانتے یا قادیانیوں کو آئین کے مطابق غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کو نہیں مانتے، ان سے رائے بالکل نہ لی جائے۔ ورنہ ایسا الجھاؤ پیدا ہوگا اور مسلمانوں کی طرف سے ایسا ردِ عمل آئے گا جو کسی کے لئے سنبھالنا مشکل ہوگا۔ ولا فعل اللہ ذالک۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے، اس پر ثابت قدم رہنے اور صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نفس، شیطان اور فتنہ پروروں کے فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

رمضان میں عمرہ کی اہمیت

ڈاکٹر خالد محمود، راولپنڈی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ رمضان میرا مہینہ ہے اور اس کے روزوں کا اجر روزے داروں کو میں خود دونگا۔قرآن مجید میں رمضان کے مہینہ کا ذکر آیا ہے۔جنت میں ایک مخصوص دروازہ ہے جس کا نام باب الریان ہے اور روز قیامت روزے داروں کو کہا جائے گا کہ اس دروازے سے جنت میں داخل ہوں۔جس طرح جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار دن کہلاتا ہے اسی طرح رمضان المبارک کا مہینہ تمام مہینوں کا سردار مہینہ کہلاتا ہے۔یہ دین اسلام کا تیسرا اہم فرض رکن ہے جیسے نماز دن میں پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے،زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ صاحب نصاب پر فرض کی گئی ہے،حج زندگی میں ایک بار صاحب استطاعت مسلمان پر فرض کیا گیا اسی طرح روزے سال میں ایک مہینہ فرض کئے گئے ہیں۔رمضان المبارک میں نفل یا سنت کا ثواب فرض کے برابر ہے اور ایک فرض ادا کرنے کا ثواب ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے اور رمضان المبارک میں نیکیوں کا اجر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ماہ رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے۔رمضان المبارک میں قرآن مجید فرقان حمید نازل ہوا۔رمضان المبارک میں روزے فرض ہوئے۔رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ایک شب لیلتہ القدر کا نزول ہوتا ہے۔رمضان المبارک میں ہی جنگ بدر ہوئی۔رمضان المبارک میں ہی فتح مکہ نصیب ہوئی۔رمضان المبارک کے مہینہ میں ہی مسلمان زکوٰۃ، فطرانہ، صدقہ و خیرات دل کھول کر ادا کرتے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسلمان مساجد میں اعتکاف کرتے ہیں۔اسی طرح رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنے کی فضیلت اور ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔عمرہ کی فضیلت کے متعلق بہت سی احادیث مبارکہ میں ذکر آیا ہے لیکن رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنے کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ کرنا مستحب اور افضل ہے۔(بخاری،مسلم)

حضرت ابوداؤد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے عمرہ کا ثواب ایک حج کے برابر اور اس حج کے برابر جو میرے ساتھ کیا ہو۔عمرہ ماسوائے 9 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ پورے سال میں ادا کیا جاسکتا ہے۔عمرہ کی فضیلت کے بارے میں چند مزید احادیث مبارکہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لگاتار حج وعمرہ فقر اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی لوہے کی میل کو دور کرتی ہے۔

(ترمذی،نسائی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(بخاری،مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص احرام کی حالت میں مرے گا وہ روز محشر لبیک پکارتا اُٹھے گا۔(نسائی)

عمرہ صاحب استطاعت مسلمان کو زندگی میں ایک دفعہ کرنا سنت موکدہ ہے عمرہ کے لغوی معنی زیارت کے ہیں اور زیارت کرنے والا عامر اور معتمر کہلاتا ہے شریعت کی اصطلاح میں عمرہ، میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرنے کا نام عمرہ ہے۔حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے خاص مہمان ہوتے ہیں۔عمرہ کرنے والوں پر واجب ہے کہ اپنے عمرہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اپنا مقصد بنائیں۔محض عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوجاتا۔عمرہ پر جانے سے پہلے دنیاوی اغراض اور مباہات سے دور رہیں۔نماز بروقت اور باجماعت ادا کریں اور لوگوں کے ساتھ اخلاق

حسنہ سے پیش آئیں۔ گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کریں جو گناہ سرزد ہو چکے ہوں ان پر شرمسار ہوں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کریں۔ لوگوں کے حقوق لوٹا دیں، کسی کا دل دکھایا ہو تو اس سے معافی طلب کریں، تمام گناہوں سے دور رہیں اپنے عمرہ کے لئے حلال اور پاک مال میں سے خرچ کریں کہ اللہ تعالیٰ پاک چیزوں کو پسند فرماتا ہے اور قبول فرماتا ہے۔ جھوٹ سے پرہیز کریں، غیبت سے بچیں اور بغیر علم کے کوئی دینی بات نہ کہیں اور یہ سوچیں کہ آپ کس کے دربار پر حاضری دینے جا رہے ہیں آپ کو اپنے گھر کس نے بلایا ہے۔ عمرہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ عمرہ پر جانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے گھر کی حاضری کے لئے مکمل تیاری کریں اپنا ذہن تیار کریں، عمرہ کے احکامات اور مناسک سیکھیں۔ عمرہ کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے۔ عمرہ کے متعلق لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ عمرہ پر جانے والوں کو حج اور عمرہ میں فرق بھی معلوم ہونا چاہیے۔ حج اور عمرہ میں یہ فرق ہے: حج فرض ہے عمرہ سنت ہے، حج کی میقات حرم ہے جبکہ عمرہ کی میقات حِل ہے۔ حج کے لئے ایک خاص وقت معین ہے۔

عمرہ کے لئے خاص وقت معین نہیں ہے۔

حج کے ایام 8 ذوالحجہ سے 12 ذی الحجہ تک ہوتے ہیں عمرہ 9 ذوالحجہ سے 13 ذی الحجہ تک کرنا مکروہ ہے، عمرہ کے مناسک حرم شریف خانہ کعبہ میں ادا کیے جاتے ہیں۔ حج کے مناسک خانہ کعبہ کے علاوہ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں ادا کیے جاتے ہیں، حج کے تین فرض اور چھ واجب ہیں جبکہ عمرہ کے دو فرض اور دو واجب ہیں۔ حج میں تلبیہ یعنی لبیک احرام باندھنے، احرام کے نفل پڑھنے اور حج کی نیت کرنے کے بعد پکارنا شروع کی جاتی ہے اور جمرہ عقبیٰ کی رمی کرنے سے قبل پکارنا بند کی جاتی ہے جبکہ عمرہ میں تلبیہ یعنی لبیک احرام باندھنے احرام کے نفل پڑھنے اور عمرہ کی نیت کرنے کے بعد پکارنا شروع کی جاتی ہے اور طواف بیت اللہ شروع کرنے سے قبل پکارنا بند کر دی جاتی ہے۔ حج میں احرام، احرام باندھنے، احرام کے نفل پڑھنے اور حج کی نیت کرنے کے بعد قیام منیٰ وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، رمی جمرہ عقبیٰ، قربانی اور حلق/ قصر کے بعد کھولا جاتا ہے۔ عمرہ میں احرام، احرام باندھنے، احرام کے نفل پڑھنے اور عمرہ کی نیت کرنے کے بعد طواف بیت اللہ، صفا مروہ کی سعی، اور حلق/قصر کے بعد کھولا جاتا ہے۔ حج میں وقوف عرفات اور وقوف مزدلفہ ہے جبکہ عمرہ میں یہ نہیں۔ حج میں طواف وداع ہوتا ہے عمرہ میں نہیں ہوتا۔ حج پانچ دنوں میں مکمل ہوتا ہے جبکہ عمرہ تقریباً پانچ گھنٹے میں مکمل ہو جاتا ہے۔ جب آپ حج وعمرہ پر جانے کا ارادہ کر لیں تو پھر حج وعمرہ کے مناسک اور مسائل سیکھنا واجب ہو جاتے ہیں۔

پہلی بار حج وعمرہ پر جانے والے مرد اور خواتین کو چاہیے کہ وہ سعودی عرب روانگی سے قبل مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی کی سمعی وبصری تربیت لازمی لے کر جائیں تاکہ ان کا حج وعمرہ صحیح طور پر ادا ہو سکے۔ حج وعمرہ کے مناسک سیکھنا انتہائی ضروری ہیں۔ عازمین عمرہ کی تربیت کے لئے عمرہ سیزن میں حکومتی یا پرائیویٹ سطح پر مناسک عمرہ کی تربیت کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔ عازمین عمرہ کی تربیت بھی اتنی ہی لازمی اور ضروری ہے جتنی کہ عازمین حج کی اور مناسک حج وعمرہ کی تربیت خواتین کے لئے بھی اتنی ہی لازمی اور ضروری ہے جتنی کہ مردوں کے لئے۔

آخر میں عازمین حج وعمرہ سے گزارش ہے کہ وہ جب حرمین شریفین اور مقامات مقدسہ پر اپنے لئے دعائیں کریں وہاں اپنے ملک کیلئے اور امت مسلمہ کیلئے بھی دعائیں کریں۔ اور جب آپ عمرہ یا حج کر کے واپس آئیں تو آپ کو اپنے اندر اور دیکھنے والوں کو بھی آپکے اندر ایک واضح تبدیلی نظر آنی چاہئے اور یہی تبدیلی آپ کے حج اور عمرہ کی قبولیت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج وعمرہ ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے اور رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے نوازے۔ آمین۔ ☆☆

اظہارِ تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد قاسم سلمہ کے والد ماجد جناب محمد رفیع صاحب ۱۱ر مارچ ۲۰۲۴ء بروز پیر قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۴ کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی، جس میں قریبی عزیز واقارب، اہلِ محلہ، مسجد کے نمازیوں سمیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، حاجی عبداللطیف طاہر، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا محمد عبداللہ و دیگر علماء وطلبا اور کارکنانِ ختم نبوت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اللہ جل شانہ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اعتکاف کے مسائل

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کچھ وقت کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں مقیم ہوجائے، اس کے لئے وقت کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے، جتنا وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہر جائے، نفلی اعتکاف ہوجائے گا، البتہ رمضان المبارک میں جو اعتکاف مسنون ہے، اس کے لئے دس روز کی مدت مقرر ہے، اس سے کم میں سنت ادا نہیں ہوگی، اسی طرح اعتکاف واجب یعنی جس کی نذر مانی ہو وہ ایک دن ایک رات سے کم نہیں ہوسکتا۔(بدائع)

کون اعتکاف کرسکتا ہے؟

اعتکاف کے لئے ضروری ہے کہ انسان مسلمان ہو اور عاقل ہو، لہٰذا کافر اور مجنون کا اعتکاف درست نہیں، البتہ نابالغ بچہ جس طرح نماز روزہ کرسکتا ہے، اسی طرح اعتکاف بھی کرسکتا ہے۔(بدائع، ج:۲،ص:۱۰۸)

عورت بھی اپنے گھر میں عبادت کی مخصوص جگہ مقرر کرکے وہاں اعتکاف کرسکتی ہے، البتہ اس کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے، نیز یہ بھی لازم ہے کہ وہ حیض ونفاس سے پاک ہو۔

اعتکاف واجب اور اعتکاف مسنون میں یہ بھی شرط ہے کہ انسان روزہ دار ہو، لہٰذا جس شخص کا روزہ نہ ہو وہ اعتکاف نہیں کرسکتا، البتہ نفلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں۔

اعتکاف کی جگہ

مردوں کے لئے اعتکاف صرف مسجد ہی میں ہوسکتا ہے، افضل ترین اعتکاف مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں دوسرے نمبر پر مسجد نبوی میں، تیسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ میں، چوتھے نمبر پر کسی بھی جامع مسجد میں۔ اور جامع مسجد میں اعتکاف کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے لئے کہیں اور نہیں جانا پڑے، لیکن جامع مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ ہر اس مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے، جہاں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو، البتہ اگر مسجد ایسی ہے جہاں پانچوں وقت نماز نہیں ہوتی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے، تاہم محققین کے نزدیک ایسی مسجد میں بھی اعتکاف ہوسکتا ہے، اگرچہ افضل نہیں ہے۔(شامی، ج:۲،ص:۱۲۹)

مسائل اعتکاف

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱:...... اعتکاف مسنون: یہ وہ اعتکاف ہے، جو صرف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اکیسویں شب سے عید کا چاند دیکھنے تک کیا جاتا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ان دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس لئے اس کو اعتکافِ مسنون کہتے ہیں۔

۲:...... اعتکاف نفل: وہ اعتکاف ہے جو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

۳:...... اعتکاف واجب: وہ اعتکاف ہے جو نذر کرنے، یعنی منت ماننے سے واجب ہوگیا ہو، یا کسی مسنون اعتکاف کو فاسد کرنے سے اس کی قضا واجب ہوگئی ہو۔ چونکہ ان تینوں قسموں کے احکام علیحدہ ہیں، اس لئے ہر ایک کے مسائل ذیل میں جداگانہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

اعتکاف مسنون

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے، وہ اعتکاف مسنون ہے۔ اس اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند ہونے تک باقی رہتا ہے، چونکہ اس اعتکاف کا آغاز اکیسویں شب سے ہوتا ہے اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوجاتی ہے، اس لئے اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ بیسویں روزے کو مغرب سے اتنے پہلے مسجد کی حدود میں پہنچ جائے کہ غروب آفتاب مسجد میں ہو۔

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کا یہ اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرلے تو تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہوجائے گی، لیکن اگر سارے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سارے محلے والوں پر ترکِ سنت

کا گناہ ہوگا۔(شامی)

محلے والوں کی ذمہ داری

ا:...... اس سے واضح ہوگیا کہ یہ ہر محلے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے سے یہ تحقیق کریں کہ ہماری مسجد میں کوئی شخص اعتکاف میں بیٹھ رہا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کر کے کسی کو بٹھائیں۔

۲:...... لیکن کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔(شامی)

اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے تیار کرلیں، دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت انشاء اللہ ادا ہوجائے گی۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل، ج:۶، ص:۵۱۲)

اعتکاف کا رکن اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے، اور حوائج ضروریہ کے سوا (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) ایک لمحے کے لئے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے، کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لئے بھی شرعی ضرورت کے بغیر حدود مسجد سے باہر چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

حدودِ مسجد کا مطلب

بہت سے لوگ حدودِ مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس بنا پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حدودِ مسجد کا کیا مطلب ہے؟

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی مسجد نے مسجد قرار دے کر وقف کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہونا اور چیز، شرعاً مسجد صرف اتنے حصے کو کہا جائے گا، جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ اور مقصود نہ ہو، لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو شرعاً مسجد نہیں ہوتا، لیکن مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہوتا ہے، مثلاً وضوخانہ، غسل خانہ، استنجا خانہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ ''امام کا حجرہ'' گودام وغیرہ، اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت کی حالت میں جانا بھی جائز ہے، جبکہ اصل مسجد میں جنبی کا داخل ہونا جائز نہیں، اس ضروریات مسجد والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

پھر بعض مساجد میں تو ضروریات مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے جس کی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا، اور جب تک بانی مسجد صراحتاً بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے، اس وقت تک اس کا پتا نہیں چلتا۔

لہٰذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ ہو تو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ مسجد کے بانی یا اس کے متولی سے مسجد کی ٹھیک ٹھیک حدود معلوم کرے، مسجد والوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد کی حدود کو حتی الامکان واضح اور ممتاز رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں ایک نقشہ مرتب کر کے لٹکا دیا جائے، جس میں مسجد کی حدود واضح کردی گئی ہوں، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین مسجد میں جمع ہوجائیں تو انہیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں سے کہاں تک ہیں؟

جن مساجد میں وضو خانے اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں، وہاں عام طور سے لوگ وضو خانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں، اور اعتکاف کی حالت میں بے کھٹکے وہاں آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، وضوخانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے، اور معتکف کے لئے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے منتظمین مسجد کی مدد سے واضح طور پر یہ معلوم کرلینا ضروری ہے کہ مسجد کی حدود کہاں ختم ہوگئی ہیں اور وضوخانے کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں۔

اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں، اس لئے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے، وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں؟

جن مساجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی

ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔ بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لئے مسجد کے ساتھ ہی کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے اور اس میں معتکف کا جانا جائز نہیں۔

بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لئے تو نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لئے بنایا جاتا ہے، اس کمرے کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک اسے مسجد نہیں سمجھا جائے گا اور معتکف کو اس میں بھی جانا جائز نہیں، ہاں اگر بانی مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کرلی ہو تو پھر معتکف اس میں جاسکتا ہے۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک معتکف کے لئے اس میں جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اور معتکف اس میں نہیں جاسکتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ اعتکاف کے لئے مسجد کی حدود کو معین کرنا کس قدر ضروری ہے، لہٰذا معتکف کو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے منتظمین مسجد سے حدودِ مسجد کو اچھی طرح معین کرلینا چاہئے۔

پھر جس مسجد کی حدود معلوم ہوجائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لئے بھی باہر نہ نکلیں، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

شرعی ضرورت کے لئے نکلنا

شرعی ضرورت سے ہماری مراد یہاں وہ ضروریات ہیں، جن کی بنا پر مسجد سے نکلنا شریعت نے معتکف کے لئے جائز قرار دیا ہے اور اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضروریات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) پیشاب پاخانے کی ضرورت، (۲) غسل جنابت جبکہ مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو، (۳) وضو، جبکہ مسجد میں رہتے ہوئے وضو کرنا ممکن نہ ہو، (۴) کھانے پینے کی اشیاء باہر سے لانا، جبکہ کوئی اور شخص لانے والا موجود نہ ہو، (۵) موذن کے لئے اذان دینے کے مقصد سے باہر جانا، (۶) جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے، اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو جمعہ کی نماز کے لئے دوسری مسجد میں جانا، (۷) مسجد کے گرنے وغیرہ کی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل ہونا۔

ان ضروریات کے علاوہ کسی اور مقصد سے باہر جانا معتکف کے لئے جائز نہیں، اب ان تمام ضروریات کی کچھ تفصیل عرض کی جاتی ہے۔

قضائے حاجت

۱:...... معتکف قضائے حاجت یعنی پیشاب پاخانے کی ضرورت سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، جہاں تک پیشاب کا تعلق ہے، اس کے لئے مسجد کی قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو، وہاں جانا چاہئے، لیکن پاخانے کے لئے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے، اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہئے، کہیں اور جانا درست نہیں، لیکن اگر کسی شخص کے لئے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس غرض کے لئے اپنے گھر چلا جائے خواہ مسجد کے قریب بیت الخلاء موجود ہو۔ (شامی)

لیکن جس شخص کو یہ مجبوری نہ ہو، اسے مسجد کا بیت الخلاء ہی استعمال کرنا چاہئے، اگر ایسا شخص مسجد کا بیت الخلاء چھوڑ کر گھر چلا جائے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی)

۲:...... لیکن اگر مسجد کا کوئی بیت الخلاء نہ ہو یا اس میں قضائے حاجت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر جانا جائز ہے، خواہ وہ گھر کتنی دور ہو۔ (ایضاً)

۳:...... اگر مسجد کے قریب کسی دوست یا عزیز کا گھر موجود ہو تو قضائے حاجت کے لئے اس کے گھر جانا ضروری نہیں، بلکہ اس کے باوجود اپنے گھر میں جانا جائز ہے، خواہ گھر اس دوست یا عزیز کے مکان کے مقابلے میں دور ہو۔ (ایضاً)

۴:...... اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو اس کو چاہئے کہ قریب والے گھر میں جاکر قضائے حاجت کرے، دور والے گھر میں جانے سے بعض علماء کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(شامی وعالمگیری)

۵:...... اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے، لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہرنا جائز نہیں، اگر ٹھہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (برجندی ص:۲۲۳)

۶:...... بیت الخلاء کو جاتے یا وہاں سے آتے وقت راستے میں یا گھر میں کسی کو سلام کرنا، سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کرلینا جائز

ہے، بشرطیکہ اس بات چیت کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے۔(مرقاۃ)

۷:......بیت الخلاء کے لئے جاتے یا وہاں سے آتے وقت تیز چلنا ضروری نہیں، آہستہ آہستہ چلنا بھی جائز ہے۔(عالمگیری)

۸:...... قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے ٹھہرنا نہ چاہئے، بلکہ چلتے چلتے اسے بتادینا چاہئے کہ میں اعتکاف میں ہوں، اس لئے ٹھہر نہیں سکتا، اگر کسی کے ٹھہرانے سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا، یہاں تک کہ اگر راستے میں کسی قرض خواہ نے روک لیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ صاحبینؒ کے نزدیک ایسی مجبوری سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا اور امام سرخسیؒ نے سہولت کی بنا پر صاحبینؒ ہی کے قول کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے۔(مبسوط سرخسیؒ، ج:۳،ص:۱۲۲) لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ کسی بھی صورت میں راستے میں نہ ٹھہرے۔

۹:......جب بیت الخلاء جانے کے لئے نکلا ہو تو بیڑی سگریٹ پینا جائز ہے، بشرطیکہ اس غرض سے ٹھہرنا نہ پڑے۔

۱۰:......جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر گیا ہو تو قضائے حاجت کے بعد وہاں وضو کرنا بھی جائز ہے۔(مجمع الانہر، ج:۱،ص:۲۵۶)

۱۱:...... قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے، لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہوتا ہے، وہ اگر صرف استنجاء کے لئے باہر جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں، اسی لئے فقہاءؒ نے استنجاء کو قضائے حاجت کے علاوہ خروج کا مستقل عذر قرار دیا ہے۔(دیکھئے شامی، ج:۲،ص:۱۳۲)

معتکف کا غسل

معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے، اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے غسل کرنا ممکن ہو، مثلاً کسی بڑے برتن میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرسکتا ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جاسکتا ہے (فتح القدیر، ج:۳،ص:۱۱۱) اور اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ موجود ہے تو اس میں جاکر غسل کریں، لیکن اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ نہیں ہے یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں یا سخت دشوار ہے تو اپنے گھر جاکر بھی غسل کرسکتے ہیں۔

غسل جنابت کے سوا کسی اور غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اس غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، البتہ جمعہ کا غسل کرنا ہو یا ٹھنڈک کے لئے نہانا ہو تو اس کی ایسی صورت اختیار کی جاسکتی ہے، جس سے پانی مسجد میں نہ گرے، مثلاً کسی ٹب میں بیٹھ کر نہالیں یا مسجد کے کنارے پر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو ایسا بھی کرسکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مسنون اعتکاف میں جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی خاطر غسل کے لئے مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے، ہاں نفلی اعتکاف میں ایسا کرسکتے ہیں، اس صورت میں جتنی دیر غسل کے لئے باہر رہیں گے اتنی دیر کا اعتکاف معتبر نہیں ہوگا۔

معتکف کا وضو

۱:......اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، چنانچہ ایسی صورت میں معتکف کو وضو خانے تک جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں میں معتکفین کے لئے الگ پانی کی ٹونٹیاں اس طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹونٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے، اگر مسجد میں ایسا انتظام موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو نل سے وضو کرنے کے بجائے کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے پر اس طرح وضو کرلیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔

۲:......لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے یا وضو خانہ موجود نہ ہو تو کسی اور قریبی جگہ جانا جائز ہے(شامی) اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے، خواہ وہ فرض نماز کے لئے کیا جارہا ہو یا نفلی عبادتوں کے لئے۔

۳:......جن صورتوں میں معتکف کے لئے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے، ان میں وضو کے ساتھ مسواک، منجن یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت مانجھنا، صابن لگانا اور تولیہ سے اعضا خشک کرنا بھی جائز ہے، لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ راستے میں رکنا جائز ہے۔(جاری ہے)

معجزات انبیاء علیہم السلام

گزشتہ سے پیوستہ

الحاج لعل دین، ایم اے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پانی کا معجزہ:

اس قسم کے بے شمار معجزات جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر ظاہر ہوئے مثلاً دوران سفر جب پانی کی قلت واقع ہوئی تو آپ نے پانی کی معمولی مقدار میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے، جس سے سارا لشکر سیراب ہوگیا۔

سفر تبوک کے دوران سو جانے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز دن چڑھے پڑھی، اسی دوران پانی کی قلت محسوس ہوئی، اتنے میں ایک عورت ملی جس کے پاس پانی کے دو مشکیزے تھے، جو وہ ایک دن رات کی مسافت سے لائی تھی، اس عورت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ یتیموں کی ماں ہے، حضور علیہ السلام نے اس کے مشکیزوں کو ہاتھ سے چھو دیا تو ان سے پانی بہہ نکلا، جس سے چالیس صحابہ کرامؓ نے پیاس بجھائی اور مشکیزے بھی بھر لئے، جب اس عورت نے یہ واقعہ اپنی قوم کو سنایا تو وہ لوگ اس معجزہ کو سن کر ایمان لے آئے۔

دودھ میں برکت کا معجزہ:

سفر ہجرت کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد کے خیمے میں تھوڑی دیر آرام فرمایا، اس خاتون سے دودھ طلب کیا تو اس نے معذرت کرلی کہ اس وقت تو گھر میں موجود نہیں ہے اور بکریاں بھی ساری چرنے کے لئے باہر گئی ہوئی ہیں، اس خاتون کے خیمہ میں ایک لاغر سی بکری موجود تھی جو اپنی کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ باہر نہ جاسکی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد سے اس بکری کے متعلق دریافت کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس بکری سے دودھ حاصل کرلیں؟ مائی کے اجازت دینے پر اس سے ایک بڑا برتن منگوایا گیا اور بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہنا شروع کیا، برتن بھر گیا تو سب نے پیا، دوبارہ برتن بھرا پھر سب کو پلایا اور پھر آخر میں نبی علیہ السلام نے خود دودھ کو نوش فرمایا پھر تیسری دفعہ برتن بھر کر گھر والوں کے لئے چھوڑ دیا۔

کھانے میں برکت کا معجزہ:

غزوۂ خندق کے ایام کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ حضرت انسؓ کا سوتیلا باپ ابوطلحہ کچھ مزدوری کرکے جَو لایا تھا، اس کی والدہ نے آدھ سیر جَو پیس کر روٹی پکائی اور میاں بیوی نے حضرت انسؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ آکر کھانا کھالیں، جب حضرت انسؓ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے پوچھا: کیا تجھے ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے؟ عرض کیا: ہاں! کیا کھانے کے لئے؟ عرض کیا: ہاں! آپ نے سارے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا، ابوطلحہؓ کے گھر دعوت ہے، سب چلو، جب اہل خانہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عزم کی اطلاع ملی تو پریشان ہوئے کہ کھانا تو چند ایک آدمیوں کو ہی کفایت کرسکتا ہے، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری جماعت کو دعوت دے دی، آپ نے وہاں پہنچ کر جو بھی کھانا تھا، سامنے رکھ دیا اور زبان سے فرمایا: ’’اللّٰھم اعظم فیھا البرکۃ‘‘ (اے اللہ! اس کھانے میں برکت عطا فرما)، چنانچہ وہ چند ایک کا کفیل کھانا اسّی (۸۰) آدمیوں نے کھایا۔

منبر رسول والا معجزہ:

جب مسجد نبوی تیار ہوگئی تو حضور علیہ السلام شروع شروع میں کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطاب فرمایا کرتے تھے، کچھ عرصہ بعد حضرت تمیم داریؓ نے نجار سے منبر تیار کرایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر خطبہ دینا شروع کردیا، اس کھجور کا خشک تنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹیک لگانے کی سعادت سے محروم ہوگیا اور اس نے گریہ زاری شروع کردی۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں: ’’صاحت النخلۃ صاح الصبی‘‘ یعنی وہ تنا بچوں کی طرح چلّایا، یہ

سن کرحضور علیہ السلام منبر سے اترے، خشک تنے پر دست شفقت رکھا تو وہ چپ ہو گیا، پھر آپ نے اس کو منبر کے متصل ہی دفن کر دیا۔

کمزور جانور کا معجزہ:

بیہقی نے جعیل سے روایت کی ہے کہ میں ایک غزوہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ تھا، میرے پاس ایک کمزور اور دبلی گھوڑی تھی اور میں قافلے سے پیچھے رہ جاتا تھا، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پیچھے سے آ ملے اور فرمایا گھوڑی والے چلو، میں نے عرض کیا کہ یہ تو کمزور اور دبلی ہے، تیز چلنے کے قابل نہیں ہے، آپ نے دعا کی: ’’اللھم بارک لہ فیھا‘‘ (اے اللہ! اس میں اس کے لئے برکت عطا فرما)، پھر وہ گھوڑی اتنی تیز ہوگئی کہ اس کی لگام سنبھالنا مشکل ہو گیا اور وہ سب سے آگے آگے چلتی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس گھوڑی کے بطن سے پیدا ہونے والے دس بچھڑے بھی فروخت کئے۔

شاہ حبشہ کی وفات کی اطلاع:

حضور علیہ السلام نے شاہ حبشہ کی فوتگی کی اطلاع صحابہ کرامؓ کو دی، اور اسی کا غائبانہ جنازہ بھی پڑھایا، حالانکہ اس خبر کی اطلاع اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف سربراہان مملکت کو جو اسلام کی دعوت کے مکتوب بھیجے تھے، ان میں ایک خط خسرو پرویز شاہ فارس کے نام بھی تھا، جسے حضرت عبداللہ ابن حذافہؓ لے کر گئے، خسرو نے وہ خط حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت حذافہؓ نے واپس آ کر اس کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’ان یمزقوا کل ممزق‘‘ چنانچہ سال بعد ہی عہد فاروقی میں ہزاروں سال کی اس عظیم الشان سلطنت کے پرزے اڑ گئے۔

بہرحال خط کو چاک کر دینے کے بعد خسرو نے یمن کے گورنر کو حکم دیا کہ مدعی نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے دربار میں حاضر کیا جائے، گورنر نے دو شخصوں کو اس مقصد کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا، انہوں نے بارگاہ رسالت میں پہنچ کر خسرو کا حکم سنایا، مگر حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا کہ قضا و قدر نے تمہارے بادشاہ کی قسمت کا پانسہ پلٹ دیا ہے اور خسرو کو خود اس کے بیٹے نے قتل کر دیا، تم لوگ واپس جا کر اپنے آقا کو یہ خبر پہنچا دو اور یہ بھی کہہ دینا کہ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اسلامی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک پہنچ جائے گی، یہ خبر صحیح ثابت ہوئی اور یمن کا گورنر ایک بڑی جماعت کے ہمراہ اسلام لے کر آیا۔

سراقہؓ سے متعلقہ منقول پیشین گوئی:

سراقہ بن مالکؓ جس نے سفر ہجرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا تھا مگر اپنے مقصد میں ناکام رہا تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امان طلب کی تو آپ نے امان نامہ بھی لکھ دیا اور ساتھ فرمایا: ’’کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ‘‘ (سراقہ! تمہاری کیا شان ہوگی جب تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے)، چنانچہ عہد فاروقی میں جب کسریٰ کے مالِ غنیمت میں سونے کے کنگن بھی آئے تو حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلا کر وہ کنگن پہنائے اور اس طرح حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی کو عملی طور پر پورا کر دیا۔

آئندہ زمانے میں پیش آنے والے حالات و واقعات سے متعلق بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار پیشین گوئیاں تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جو حرف بحرف پوری ہو چکی ہیں یا آئندہ ہونے والی ہیں، نبی کی ذات سے ایسی پیشین گوئیوں کا اظہار بھی آپ کے معجزات ہی کی قسم ہے۔

حضرت عدی ابن حاتم طائیؓ کی روایت کے مطابق ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت میں ڈکیتوں کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’اے عدی! اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک بڑھیا حیرہ سے اکیلی چل کر آئے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی۔ عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ اس وقت ڈکیت کدھر چلے جائیں گے؟ جنہوں نے بستیوں کو اجاڑ رکھا ہے مگر کہتے ہیں کہ میں نے خود ایسی بڑھیا کو دیکھ لیا جو اکیلی کوفہ سے حج کرنے چلی آئی تھی۔ اس مجلس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی تھے کہ عدیؓ! اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانوں کو جا کر کھولو گے۔ عدی کہتے ہیں کہ خزائن کسریٰ میں وہ شامل تھے اور اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیاں حرف بحرف پوری ہوئیں۔

خانہ کعبہ کی چابی کی سپردگی کی پیشین گوئی:

فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہمیشہ تمہارے خاندان کے پاس رہے گی، اور جو اس کو چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔ یہ پیشین گوئی بھی آج تک پوری ہو رہی ہے۔

عیسائیوں کے غلبہ کی پیشین گوئی:

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق ابومستور قرشی نے فاتح مصر عمرو بن العاصؓ کے سامنے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں دنیا میں یورپی عیسائیوں کا زور ہوجائے گا، اس پیشین گوئی کی صحت بھی اب کسی شک وشبہ سے بالا ہے اور امت میں تہتر فرقے بن جانے کی پیشین گوئی تو زبان زدِعام ہے اور پوری ہورہی ہے۔

معجزہ اور غیر معجزہ میں فرق:

الغرض! اس نوعیت کے تمام حالات اور واقعات جو اللہ کے کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے یا ان کی زبان سے ادا ہوئے وہ معجزات کی تعریف میں آتے ہیں اور اس بنا پر کسی بھی نبی اللہ کو قادر مطلق، مختار کُل، حاضر و ناظر یا نفع نقصان کا مالک نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ معجزہ تو اس فعل کا نام ہے جو کسی کے اختیار سے باہر ہو مگر اس کے ہاتھ پر سرزد ہوجائے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، لہٰذا اس کے کسی فعل کو معجزہ کا نام نہیں دیا جاسکتا، فرشتوں کو اختیار ہے کہ وہ جس شکل میں چاہیں اپنے آپ کو منتقل کرلیں، چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے صحابی رسول دحیہ کلبیؓ کی شکل میں متشکل ہوکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے واقعات تاریخ اسلام کا حصہ ہیں، جبرائیل علیہ السلام کے اس عمل کو معجزہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ اس کے اختیار کی بات ہے، البتہ اگر کوئی انسان کسی دوسری شکل میں متشکل ہوجائے تو اس کا معجزہ ہوگا، کوئی ماہر انجینئر یا ڈاکٹر کوئی چیز ایجاد کرلے تو یہ اتنا عجوبہ نہیں ہوگا، عجوبہ کسی اناڑی سے ایسا کام سرزد ہونے سے ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام کی ذاتی حیثیت:

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء انسان ہیں جیسے فرمایا: ''قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم'' (ابراہیم:۱۱) سابقہ رسولوں نے اپنی اپنی قوموں سے کہا کہ ہم تو تمہارے جیسے انسان ہی ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انسان ہیں، جیسے فرمایا: ''قل انما انا بشر مثلکم'' (الکہف:۱۱۰) اے پیغمبر! آپ کہہ دیں کہ میں بھی تمہارے جیسا انسان ہی ہوں: ''قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب'' (انعام:۵۰) (آپ کہہ دیں کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزائن ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں)، حضرت یوسف علیہ السلام کا پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد اللہ کریم نے فرمایا: ''ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک وما کنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون'' (یوسف:۱۰۲) اے پیغمبر! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں حالانکہ آپ تو ان کے پاس نہیں تھے، جب برادران یوسف اپنی بات پر اتفاق اور فریب کررہے تھے۔

لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤف رحیم کو اگر قادر مطلق، مختار کُل، عالم الغیب، حاضر و ناظر یا غائبانہ طور پر مدد کرنے والا تصور کریں اور آپ کے ہر قول، فعل یا عمل کو معجزہ بھی قرار دیں تو یہ اپنی نفی آپ ہوگی، کیونکہ بااختیار کسی ذات کے کسی عمل کو معجزہ قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ معجزہ وہ فعل ہوگا جو اس ذات کے اختیار اور علم سے باہر ہو، گویا مذکورہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں، نہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر جتنے بھی خارق عادات واقعات ظاہر ہوئے ہیں، وہ آپ کے معجزات ہیں۔

☆☆ .... ☆☆

رمضان المبارک اللہ کی طرف سے ایک معزز مہمان: علماء کرام

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، خطیب ختم نبوت مولانا علیم الدین شاکر، مولانا ظہیر احمد قمر، مولانا سید عبداللہ شاہ، قاری محمد اقبال، مولانا عبدالشکور یوسف و دیگر نے مختلف مقامات پر استقبال رمضان کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ امت مسلمہ کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ رمضان المبارک اللہ کی طرف سے ایک معزز اور بابرکت مہمان ہے جو ہمارے لیے بہت سی نعمتیں اور برکتیں لے کر آتا ہے۔ بالخصوص جب وہ بہت سارے تحائف بھی لے کر آئے۔ رمضان المبارک کی عظمت اور شان کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا۔'' سیدالانبیاء بذات خود رمضان المبارک کی بابرکت گھڑیوں کا انتظار دو ماہ قبل فرما رہے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ کے حضور دعا گو ہوتے ہیں کہ اے میرے مولا! میری عمر میں اتنی برکت عطا فرما کہ دو ماہ کی گھاٹی کو صحیح سلامت عبور کرکے اپنے محبوب اور مطلوب (ماہ رمضان) مہمان تک پہنچ سکوں۔ اس ماہ مقدس میں ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں تک بڑھا دیا جاتا ہے اور نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہوجاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا علمی مقام

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

ہمارے دینی حلقوں میں عام طور پر یہ بحث رہتی ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کا نصاب کیا ہونا چاہیے اور بچیوں کے لیے مخصوص دینی مدارس میں طالبات کو کیا کچھ پڑھانا چاہیے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں ہمارے سامنے سب سے بڑا اور روشن اسوہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی ہے جو درس گاہ نبوی کی سب سے کامیاب طالبہ اور امت کی سب سے بڑی معلمہ تھیں۔ ان کے علمی فضل وکمال کا یہ عالم ہے کہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ''نصف دین ان سے حاصل کیا جائے۔'' یہ نصف اگر مقدار کے لحاظ سے نہ بھی ہو تو کیفیت کے لحاظ سے ضرور نصف دین ہے۔ اس لیے کہ چاردیواری کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات کا کم وبیش نوے فی صد حصہ انہی سے روایت ہے۔ وہ حدیث نبوی کے پانچ بڑے راویوں میں سے ہیں بلکہ خواتین میں احادیث نبوی کی سب سے بڑی راویہ ہیں۔ انہیں دور صحابہؓ کے ان سات بڑے مفتیوں میں شمار کیا جاتا ہے جو خلافت راشدہ کے دور میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فتویٰ بھی دیتی تھیں، دوسرے مفتیوں کے فتویٰ پر نقد بھی کرتی تھیں، اور اجتہاد کا حق پورے اعتماد کے ساتھ استعمال کرتی تھیں۔ وہ قرآن کریم کی مفسرہ تھیں اور احکام اسلام کی حکمت اور فلسفہ بیان کرنے میں امتیازی شان رکھتی تھیں۔ حتیٰ کہ بعض محققین نے انہیں ''علم اسرار دین'' کی بانیہ قرار دیا ہے یعنی احکام شرعیہ کی حکمت وفلسفہ بیان کرنے میں پہل انہوں نے کی جس پر آگے چل کر امام غزالیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ جیسے فضلاء نے عظیم الشان دینی فلسفہ کی بنیاد رکھ دی۔

حضرت عائشہؓ عرب قبائل کی روایات، تاریخ اور کلچر پر اس حد تک عبور رکھتی تھیں کہ لوگ اس سلسلہ میں ان سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ انہیں عرب قبائل کے نسب ناموں سے بھی کماحقہ واقفیت حاصل تھی۔ وہ سخن فہم اور سخن شناس تھیں اور عرب شعراء کے اشعار ان کی نوک زبان پر ہوتے تھے۔ خود بھی ادب و فصاحت سے بہرہ ور تھیں اور انہیں اپنے دور کے بڑے خطباء میں شمار کیا جاتا تھا۔ علمی اور فقہی معاملات کے علاوہ عوامی مسائل پر بھی کھل کر رائے دیتی تھیں اور خلفاء راشدین جیسی شخصیات بھی بہت سے امور میں ان سے راہنمائی حاصل کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا ارشاد ہے کہ ''ہم اصحاب رسول کبھی کسی ایسی مشکل میں نہیں پھنسے جس کے بارے میں ہمیں ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس راہنمائی نہ ملی ہو۔'' اس کے علاوہ طب علاج پر بھی دسترس رکھتی تھیں اور ان کے سب سے بڑے شاگرد اور بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دور میں حضرت عائشہؓ سے زیادہ طبی معلومات رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہؓ کی مسند تدریس نصف صدی تک مدینہ منورہ میں آباد رہی اور سینکڑوں تشنگان علوم نے ان سے استفادہ کیا۔ صف حدیث رسول میں ان کے براہ راست شاگردوں کی تعداد دو سو سے زائد بیان کی جاتی ہے جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ یہ سب معلومات ان کے سیرت نگاروں نے مختلف کتابوں میں بیان کی ہیں اور اس سلسلے میں علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ''سیرت عائشہؓ'' میں بیشتر معلومات کو جمع کر دیا ہے جس کا مطالعہ ہر دینی اور علمی ذوق رکھنے والی خاتون کو کرنا چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے یہ سب کچھ کہاں سے سیکھا تھا؟ وہ جب حرم نبوی میں داخل ہوئیں تو ان کی عمر صرف نو برس تھی جس پر بہت سے لوگوں کو اعتراض بھی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ عین حکمت و دانش کا تقاضہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں ایک خاتون اس عمر میں آئیں جو سیکھنے اور تربیت حاصل کرنے کی عمر ہو اور وہ بیوی کی حیثیت رکھتی ہوں تاکہ کسی بات کے پوچھنے سمجھنے اور سیکھنے میں حجاب نہ ہو۔ اور امت تک دین کا وہ حصہ بلا کم وکاست پہنچ سکے جو میاں بیوی کے تعلقات اور گھر کی چار دیواری کے اندر کے حالات کے حوالہ سے ہے

اور اس تعلیم و تربیت میں اور کسی قسم کی آمیزش نہ ہو۔اس مقصد کے لیے بالکل نیا اور صاف ذہن درکار تھا جس کا اعزاز ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوا اور انہوں نے امت کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی معلمہ کی حیثیت سے خود کو اس کا اہل ثابت کر دکھایا۔وہ حرم نبوی میں داخل ہوئیں تو نو برس کی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ اٹھارہ انیس برس کے لگ بھگ تھیں۔ظاہر بات ہے کہ انہوں نے ان علوم و کمال کا بڑا حصہ رسول اللہ کے گھر میں ہی حاصل کیا کیونکہ ان کی درسگاہ وہی تھی اور اسی چشمۂ صافی سے انہوں نے سارا فیض پایا تھا۔

حضرت عائشہؓ کے علمی کمالات پر ایک بار پھر نظر ڈال لیجیے کہ وہ قرآن کریم کی بہت بڑی مفسرہ تھیں، حدیث رسول کی ایک بڑی راویہ و شارحہ تھیں، دینی مسائل و احکام کی حکمت و فلسفہ بیان کرنے والی دانشور تھیں،عرب قبائل کی روایات و کلچر و نسب ناموں و تاریخ پر عبور رکھتی تھیں، انہیں ادب و شعر و خطابت پر دسترس حاصل تھی، وہ مجتہد درجے کی مفتیہ تھیں،عوامی مسائل پر رائے دینے والی راہنما تھیں، اور طب و علاج کے بارے میں بھی ضروری معلومات سے بہرہ ور تھیں۔اور یہ سب کمالات انہوں نے درسگاہ نبوی سے سیکھے تھے۔ اس لیے میرے نزدیک عورتوں کے لیے کسی دینی درسگاہ کا نصاب یہی ہے اور اس حوالہ سے امت مسلمہ میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے سب سے بڑا اسوہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی ذات گرامی ہے جن کو راہنما اور معیار بنائے بغیر ہم اپنی نئی نسل کی بچیوں کو دینی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے تقاضے پورے نہیں کر سکیں گے۔

چنانچہ طالبات اور ان کی معلمات سے بطور خاص عرض ہے کہ وہ پورے اعتماد کے ساتھ حصول علم میں آگے بڑھیں۔ وہ ام المومنین حضرت عائشہؓ اور دیگر جلیل القدر صحابیات رضی اللہ عنہن کی زندگیوں اور علمی کارناموں کا مطالعہ کریں۔ وہ مغرب کے اس پراپیگنڈے سے قطعاً متاثر نہ ہوں کہ اسلام عورتوں کو علم حاصل کرنے سے روکتا ہے، کیونکہ ہمارا شاندار ماضی اور تابناک تاریخ ہمارے سامنے ہے اور امت کی اولوالعزم خواتین کی خدمات اور کارنامے تاریخ کا روشن حصہ ہیں جن کا دنیا کی کوئی اور قوم مقابلہ نہیں کر سکتی۔لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ سب کچھ دینی احکام کے دائرہ میں رہ کر ہو اور شرعی قواعد و ضوابط کی پوری طرح پابندی کی جائے۔☆☆

حاجی محمد شفیع مغل،قصور

حاجی محمد شفیع مغل قصور میں اہل حق کے نمائندہ تھے۔ان کے والد محترم حاجی نور محمد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مریدین میں سے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا۔حاجی نور محمد نے اپنے بیٹے حاجی محمد شفیع مغلؒ کی تربیت کی اور انہیں اہل حق سے وابستہ کر دیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیامِ عمل میں لایا گیا تو مرحوم مجلس کے قصور میں پہلے ناظم اعلیٰ تھے۔جب قصور ضلع بنا تو مرحوم امیر اور حاجی فضل حسین ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔جب جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی تو حاجی محمد شفیع کو پنجاب کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا گیا تو مرحوم ایک عرصہ تک جمعیت علماء اسلام قصور کے ذمہ دار رہے۔جب خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ مجلس کے امیر بنے تو موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہو کر رہ گئے۔ ۱۹۶۴ء میں جلسہ ہوا تو خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے حاجی محمد شفیع کو فرمایا کہ یہاں مسجد تعمیر کریں تو حاجی محمد شفیعؒ کے والد گرامی حاجی نور محمدؒ نے جامع مسجد انوار التوحید مولانا عبدالغفور فاضل دیوبند کی سرپرستی میں بنیاد رکھی اور مسجد تعمیر کرائی اور تاحیات مسجد کے مصارف اپنی جیب سے ادا کرتے رہے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ راقم ۱۹۹۰ء لاہور مبلغ بن کر گیا،اس وقت قصور کا کوئی مبلغ نہیں تھا تو راقم الحروف قصور میں مجلس کی خدمات سرانجام دیتا رہا۔اس وقت قصور میں حاجی اللہ دتہ مجاہد، سید قاری محمد یحییٰ ہمدانی، قاری حبیب اللہؒ فاضل اجل مولانا حاجی فضل حسینؒ، حضرت مولانا سیّد محمد طیب ہمدانیؒ کی سرپرستی میں ختم نبوت کا دیپ جلائے ہوئے تھے۔حاجی محمد شفیع ان حضرات کا دست و بازو ہوتے تھے۔حاجی محمد شفیع راقم کے ساتھ بہت محبت فرماتے تھے اور ان کا تقاضا ہوتا تھا کہ کھانا میرے ہاں تناول فرمائیں۔راقم کا معمول رہا ہے کہ جس مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیا یا درس دیا۔کھانا اس مسجد کے ذمہ داروں کی اجازت کے بغیر کسی اور کے ہاں کبھی نہیں کھاتا۔غرضیکہ ان کی زندگی کے دو ہی مشن تھے،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مسجد انوار التوحید کی خدمت بڑی عمر پائی،تقریباً ترانوے (۹۳) سال۔ ۸رجنوری ۲۰۲۴ء کو وفات پائی ان کی نماز جنازہ کی امامت ہمارے حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانیؒ کے فرزند مولانا پروفیسر حامد اشرف ہمدانی مدظلہ جو عرصہ دراز سے جامع مسجد انوار التوحید کے خطیب چلے آرہے تھے نے پڑھائی۔ان کے فرزند جناب شبیر احمد مغل ان کے جانشین مقرر کئے گئے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے ذمہ داروں میں سے ہیں۔بقول حاجی شبیر احمد مغل حاجی صاحب نے غیر شرعی رسومات سے بچنے کی وصیت فرمائی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

غزوۂ بدر...... حق و باطل کا پہلا معرکہ

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی، کراچی

۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری کو پیش آنے والا غزوۂ بدر اسلامی فتوحات کا پیش خیمہ اور فتح مکہ کا دیباچہ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کا ذکر قرآن مجید میں بھی فرمایا:

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم کمزور تھے۔‘‘ (آلِ عمران)

اللہ تعالیٰ نے مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد فرشتوں سے فرمائی۔ یہ فتح اور نصرت دراصل مسلمانوں کے جذبۂ ایمانی اور ولولہ و جوش کا ثمرہ تھی۔

غزوۂ بدر کا پس منظر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان کیا اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کیا تو مشرکین مکہ نے اللہ کے نبی اور صحابہ کرامؓ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے، انہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانا شروع کردیں۔ آپ کی تیرہ سالہ مکی زندگی صبر و استقامت کی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کی زندگی اہل ایمان کے لئے ایک آزادانہ اور امن کی زندگی تھی۔ قریش مکہ کو اللہ کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی ترویج اور ترقی کب گوارا تھی۔ وہ یہاں بھی مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ کفار نے اسلام دشمنی میں مختلف انداز میں سازشوں کے جال بچھانے شروع کردیئے۔

ابوسفیان کا تجارتی قافلہ:

عربوں میں یہ رواج تھا کہ اپنے تجارتی قافلے گرمی و سردی میں مختلف علاقوں میں لے جایا کرتے تھے۔ جس سے اچھا خاصا منافع حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ کفارِ مکہ نے مسلمانوں کی دشمنی میں یہ طے کیا کہ ایک قافلہ تجارت کا سب مل کر بھیجتے ہیں، جس کا پورے کا پورا نفع مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں گے۔ چنانچہ مشرکین مکہ نے پچاس ہزار دینار کے تجارتی سامان کے ساتھ ایک قافلہ شام کی طرف روانہ کیا۔ یہ قافلہ ڈیڑھ سو اونٹوں پر مشتمل تھا، جس کی نگرانی ابوسفیان اور عمرو ابن العاص چالیس افراد کی معیت میں کررہے تھے۔ یہ قافلہ شام سے مکہ مکرمہ کی طرف واپس آرہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سازش اور قافلہ کے بارے میں وحی کے ذریعے خبر دے دی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی جماعت کو جمع کرکے بتلایا کہ اس تجارت کا سارا نفع تمہارے خلاف استعمال ہونے والا ہے اور یہ طے ہوا کہ اس قافلے کا تعاقب کیا جائے۔ چونکہ اس موقع پر کفار کے ساتھ کسی جنگ کا پروگرام نہ تھا، لہٰذا مسلمان جنگی سامان لئے بغیر ہی قافلے کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔

جغرافیائی محل و وقوع کے اعتبار سے اس قافلے کو مدینہ منورہ کے قریب سے گزرنا تھا۔ ادھر قافلے والے بھی چوکنا تھے۔ انہوں نے جاسوس چھوڑ رکھے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان اس قافلے پر حملہ کردیں۔ چنانچہ ابوسفیان کو اس کی خبر مل چکی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو ان کی طرف نکلنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس نے ہنگامی طور پر ایک شخص ضمضم غفاری کو مکہ کی طرف روانہ کیا اور سردارانِ مکہ کو مطلع کیا کہ وہ جتنی جلدی ہوسکے اپنے قافلے اور سرمائے کو بچانے کی فکر کریں۔ اہل مکہ کو اس نازک صورتحال کا علم ہوا تو بڑے بڑے سردار اور پورا مکہ آتشِ انتقام میں بھڑک اٹھا۔ مرد و عورت، بچے، بوڑھے سب ہی قریشی قافلے کو بچانے کے لئے بھرپور تیاری میں لگ گئے۔

اسلامی لشکر کی روانگی:

اِدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۱۳ جاں نثاروں کے قافلہ کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ قریش مکہ کے تجارتی قافلے کا تعاقب کرتے ہوئے جب وادیٔ ذفران میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ قریش معروف راستے کو چھوڑ کر ساحلِ سمندر کا راستہ اختیار کرچکا ہے۔ اُدھر ابوجہل بھی مشرکینِ مکہ کے لشکر کے ساتھ نکل چکا تھا۔ اس کا مقصد تو تجارتی قافلے کی حفاظت تھا۔ جب وہ بدر کے مقام پر پہنچے تو مسلمانوں کی

جماعت بھی وادیٔ ذفران میں پہنچ چکی تھی۔

ابوسفیان نے مکہ پہنچ کر کفار کے لشکر کو پیغام پہنچایا کہ میں بخیریت مکہ پہنچ گیا ہوں۔ لہٰذا آپ واپس آجائیں۔ اس لشکر کا سردار ابوجہل مسلمانوں سے لڑنے پر مصر تھا۔ مقامِ صفرا پہنچنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے لشکر کی آمد کا علم ہوا۔ اب صورت حال بدل چکی تھی۔ مسلمان گھروں سے لڑنے کے ارادے اور تیاری کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ اس نئی صورت حال کے پیش نظر اللہ کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھی صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا۔ بعض نے تصدیق کی اور بعض خاموش رہے۔ اسی موقع پر حضرت مقداد بن عمروؓ نے جو مہاجر صحابی تھے، کھڑے ہوئے اور عرض کی: حضور! آپ جس طرح حکم دیں ہم کرگزریں گے۔ آپ کے ایک اشارہ پر ہم خشکی اور سمندر میں ہر جگہ جانے کو تیار ہیں اور ہر مشکل سے مشکل مقام میں ہم گھس جائیں گے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے:

ترجمہ: ''یعنی تم اور تمہارا خدا جاکر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔'' (المائدہ) ہم اپنی جان پر کھیل جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیشکش کی تعریف فرمائی۔

اس کے بعد پھر مشورہ فرمایا۔ دراصل آپ انصارِ مدینہ سے مشورہ لینا چاہتے تھے۔ جو اس موقع پر حالات کی پیش نظر خاموش تھے۔ اس پر حضرت سعد بن معاذؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے تقاریر کیں اور عرض کیا: حضور! ہم آپ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کریں گے۔ ہم آپ کے اشارہ پر ''عدن ابین'' تک جانے کو تیار ہیں جو کہ مکہ سے دور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار مدینہ کی طرف سے بھی مطمئن ہوگئے اور خوشی کا اظہار فرمایا اور برکت کی دعا دی۔

حق وباطل کا معرکہ:

چنانچہ بدر کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ ایک طرف کفار کا لشکر تھا۔ بڑے بڑے سردار اپنے عظیم لشکر کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ بڑے متکبرانہ اور جارحانہ انداز میں مقام بدر پر اترے۔ شراب کے مٹکے، گانے بجانے کا ساز و سامان اور رقص کرنے والی عورتیں ساتھ لے کر آئے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی لشکر کی صف بندی کی۔ خود اپنے مالک الملک سے التجا کرنے کے لئے ایک خیمہ جس کو عریشہ کہتے ہیں میں تشریف لے گئے۔ کھجوروں کی ٹہنیوں اور پتوں کا بنا ہوا ایک خیمہ دونوں جہاں کے سردار کا مورچہ تھا۔ (اس جگہ آج کل ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے جس کا نام مسجد عریش ہے)۔ اللہ تعالیٰ کے نبی اللہ کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کے حضور جھولی پھیلا کر دینِ اسلام اور اپنے لشکر کی فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔ کندھے پر رکھی ہوئی کملی بار بار نیچے گر رہی تھی۔ اپنے رب کریم کے سامنے عجز و انکساری کا ایک عجیب منظر تھا۔ داڑھی مبارک آنسو سے بھیگ چکی تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آگے بڑھ کر کان لگایا تو دونوں جہاں کے سردار دعا فرما رہے تھے: ''اللّٰھم ان تھلک ھذا العصابۃ لن تعبد فی الارض'' (اے اللہ! اگر تو نے اس مٹھی بھر لشکر کو ہلاک کردیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا)۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے پیارے حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درد بھری التجا کو سن کر قبولیت کا شرف بخشا اور اس منظر کو قرآن مجید میں اس طرح ذکر فرمایا:

ترجمہ: ''وہ وقت بھی یاد کریں جب تم اپنے رب کو پکار رہے تھے، پس اللہ نے تمہاری پکار کو سن لیا کہ میں تمہارے لئے ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کرنے والا ہوں جو پے در پے اترنے والے ہیں۔'' (الانفال:۹)

اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک تو مسلمانوں کی مدد اور نصرت کے لئے فرشتوں کو نازل کیا۔ دوسری مدد اس طرح فرمائی کہ تمام صحابہ کرامؓ پر اونگھ کی کیفیت ڈال دی، امن اور سکون کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے۔

ترجمہ: ''اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تم پر اونگ ڈالتا تھا اپنی طرف سے امن دلانے کے لئے۔'' تمام صحابہ کرامؓ اونگھ کے بعد تازہ دم ہوگئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ کوئی صحابیؓ ایسا نہ تھا جو سویا نہ ہو۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات بیدار رہ کر نماز پڑھتے اور مناجات کرتے رہے۔

آسمان سے بارش کا نزول:

غزوۂ بدر میں تیسری مدد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی بارش نازل کرکے کی۔ مقامِ بدر میں اہل ایمان کا لشکر پہنچنے سے پہلے ہی کفار کے لشکر نے نشیبی اور پانی والی جگہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ اہل ایمان کے پاس جو جگہ تھی ریتلی تھی، اس میں پاؤں دھنس جاتا تھا، چلنا پھرنا مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے

باران رحمت نازل فرماکر اہل ایمان کی مددونصرت فرمائی۔ صحابہ کرامؓ نے غسل کیا۔ استعمال کے لئے پانی جمع کیا۔ جانوروں کو پلایا۔ دوسری طرف کفار کے پاس جو نشیبی زمین تھی، وہاں دلدل ہوگئی۔ ان کے لئے نقل وحرکت مشکل ہوگئی۔

میدان بدر میں تائید حق:

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی مدد ونصرت فرشتوں سے فرمائی۔ آسمان سے بارش نازل کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ”فلم تقتلوا ھم ولکن اللہ قتلھم“ یعنی میدان بدر میں اہل ایمان نہیں لڑرہے تھے۔ گویا اللہ کی ذات خود اہل کفر کا مقابلہ کررہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار بعینہٖ اسی طرح فرمایا جیسے ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمن کے ہجوم میں سے نکالا تھا۔

مکہ کے سرداروں کی ہلاکت:

میدانِ بدر میں قریش مکہ اور دوسرے بہت سے بڑے بڑے سردار آئے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تعداد اور نام معلوم کروائے۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید اور ربیعہ جیسے سردار آئے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرے جاں نثار صحابہ! مکہ نے آج اپنے جگر گوشے تمہارے طرف پھینک دیئے ہیں۔

سیرت کی کتابوں میں روایت منقول ہے کہ اللہ کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدانِ جنگ کا معائنہ کیا اور اپنی شہادت کی انگلی سے ان جگہوں کی نشاندہی کی کہ فلاں فلاں سردار فلاں جگہ ہلاک ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے اس پیشینگوئی کی گواہی دی کہ جہاں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ اسی طرح پوری ہوئی۔ غزوۂ بدر میں ۷۰ کفارِ مکہ جہنم واصل ہوئے اور ستر (۷۰) کے قریب قید ہوئے۔ اس عظیم معرکہ میں دو ننھے مجاہد معاذؓ اور معوذؓ نے بھی حصہ لیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں میرے پہلو میں دو ننھے بچے بھی لڑائی میں شریک تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے دشمن اسلام ابوجہل کا پتہ پوچھا، میں نے اس کی نشاندہی کی۔ چنانچہ دونوں نے سرعت کے ساتھ آگے بڑھ کر ابوجہل پر حملہ کیا اور اس کو زخمی کرکے نیچے گرادیا۔ ابوجہل کا زخمی ہوکر نیچے گرنا تھا کہ پورے کفر کا گھمنڈ اور غرور خاک میں مل گیا۔

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی زبوں حالی:

یہ جذبۂ جہاد ہی ہے جو اہل ایمان کے ایمان، مال، جان کی حفاظت فرماکر اہل ایمان کو عزت وشرف بخشتا ہے۔ ورنہ کفریہ طاقتیں جمع ہوکر مسلمانوں کا صفحۂ ہستی سے نام مٹانا چاہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں خود اہل ایمان کو تنبیہ فرمائی ہے کہ کافر، کافر کی ہر ممکن مدد کرتا ہے۔

مسلمان کا جذبۂ ایمانی اتنا کمزور ہوچکا ہے کہ ایک مسلمان، مسلمان بھائی پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھتا اور اپنے مسلمان بھائی کی مدد بھی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن نہیں کرپاتا۔ دنیا میں بدامنی کی وجہ ہی یہی ہے کہ جہاں جہاں مسلمانوں کو مدد کی ضرورت ہے ان تک مدد نہیں پہنچتی۔ اگر کوئی مسلمان ملک یا ریاست انفرادی طور پر بھی مدد کرنے کی کوشش کرے تو کفریہ طاقتیں سازش کر کے ناکام بنادیتی ہیں۔

آج فلسطین اور غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی بے بسی اور حالتِ زار کس کو معلوم نہیں فلپائن، قبرص، کشمیر، برما، روہنگیا اور افغانستان میں مسلمانوں پر کیا کیا ظلم نہیں ڈھایا گیا۔ افغانستان میں پہلے روس اور پھر امریکا نے لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اب فلسطین اور غزہ میں کھلے عام ظلم ہورہا ہے۔ مسلمانوں کے معصوم بچے بھوک پیاس اور زخموں کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر جاں بحق ہو رہے ہیں۔ عورتیں، بوڑھے، بے سہارا تڑپ تڑپ کر موت کے منہ میں جارہے ہیں۔ بے سہارا اور زخمی ہزاروں مسلمان صہیونی ظلم وستم کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ہسپتالوں پر، بے آسرا لوگوں کے خیموں پر بے دریغ بم گرا کر آگ میں جھلسایا جارہا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ مسلمان نعوذباللہ! اپنی حمیت و غیرت کا سودا سیاست، اقتدار، اقتصادی معاملات کے بدلے میں کرچکا ہے۔ ذاتی مفاد اور دنیاوی لذات نے آج کے مسلمان کو کمزور کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ”اگر اہل ایمان تم سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا تم پر لازم ہے۔“

آج ہر جگہ فتنہ و فساد کا بازار گرم ہے، کہیں سیاسی افراتفری، کہیں معاشرتی اور معاشی بدامنی ہے۔

مسلمانوں میں مرکزیت کا فقدان ہے۔ باہمی ہمدردی کا جذبہ ختم ہوچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کے حال پر رحم کا معاملہ فرمائے۔ پوری امت مسلمہ کو سلامتی اور عافیت عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۶

از افادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

اسمارٹ فون: عبرتناک واقعات

برصیصا کا عبرتناک انجام اور اسمارٹ فون کے فتنہ سے ربط: کیا آپ نے برصیصا عابد کا عبرت ناک واقعہ پڑھا ہے؟ اس کو پڑھیں اور ہر موقع پر موبائل کے ساتھ ملاتے جائیں تو آپ کو حیرت ہوگی کہ آج کل یہی فتنہ موبائل برپا کررہا ہے۔ اس واقعہ میں آپ موبائل میں ہونے والے گناہوں کے اسٹیج سوچئے گا، ساتھ ہی یہ بھی غور کیجیے گا کہ اگر ہم اصلاح کرواتے رہیں تو اس دلدل میں نہ پھنسیں۔

1 مرحلہ: تفسیر مظہری میں ہے کہ بہت پہلے برصیصا ایک عبادت گزار بزرگ تھا، کئی کئی مہینے خانقاہ سے نیچے نہیں آتا تھا، بس عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ بڑے شیطان نے سب شیطانوں کو جمع کرکے کہا کہ برصیصا کو کس طرح بہکایا جائے؟ ابیض شیطان نے کہا کہ میں یہ کام کروں گا۔ ابیض شیطان نے انسانی شکل میں آکر برصیصا کی خانقاہ کے سامنے عبادت شروع کردی۔ برصیصا نے چند دن کے بعد دیکھا کہ کوئی شخص خانقاہ کے سامنے عبادت کررہا ہے، تو ابیض شیطان نے جو عبادت گزار کے روپ میں تھا، برصیصا کو آواز دی کہ آپ مجھے اوپر خانقاہ میں آنے دیں، میں وہاں عبادت کروں گا۔ برصیصا نے انکار کردیا کہ میں اکیلا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ ابیض شیطان نے کہا بہت اچھا! اور پھر عبادت میں لگ گیا۔ جب بار بار برصیصا نے دیکھا تو اس کے دل میں کچھ محبت آئی کہ کیسا عبادت گزار ہے، اور اُدھر سے وہ بھی بار بار کہتا رہا کہ مجھے خانقاہ میں آنے دو، آخر برصیصا نے اس کو اوپر بلالیا۔ اب موبائل کے اسٹیج دیکھ لیجیے کہ کس طرح رفتہ رفتہ ضرورت کے بہانے، گفٹ کے بہانے، تعلیم کے بہانے، دین کے بہانے، کس کس بہانے سے بڑا موبائل ہمارے گھروں میں آجاتا ہے، اور ہم اپنے شیخ سے اصلاح بھی نہیں کرواتے۔

2 مرحلہ: ابیض شیطان اوپر برصیصا کی خانقاہ میں آگیا اور اپنی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ بہت دنوں کے بعد برصیصا نے دیکھا کہ یہ ایسی عبادت کررہا ہے کہ میری عبادت تو کچھ بھی نہیں ہے، برصیصا بہت ہی متاثر ہوا۔ ایک دن ابیض شیطان نے کہا کہ بھئی اب میں چلا، میں آپ کو ایک دعا سکھا رہا ہوں وہ دعا جس مریض پر دَم کریں گے وہ اچھا ہوجائے گا۔ برصیصا نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، پھر میرے پاس لوگ آئیں گے اور میری عبادت میں خلل ہوگا۔ لیکن ابیض شیطان نے اس کو ایسی پٹّی پڑھائی کہ یہ فائدے، وہ فائدے، مخلوقِ خدا کی خدمت ہوگی، ثواب کا کام ہے، وغیرہ، غرض اپنی باتوں میں پھنسا کر برصیصا کو یہ دَم سکھا دیا اور چلا گیا۔ اسی طرح شیطان ہمیں اسمارٹ فون کے فوائد سکھاتا ہے کہ اس میں تلاوتِ قرآن کروگے، بیانات سنو گے، دوسروں کو دین کی باتیں بھیجو گے، باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن چونکہ کسی سے اصلاح نہیں کروارہا تو شیطان کے دام میں پھنس کر معاملہ گناہوں کی طرف چلا جاتا ہے، گندی سائٹس کی طرف چلا جاتا ہے۔

3 مرحلہ: وہاں سے جاکر ابیض شیطان نے ایک شخص کا گلا گھونٹا، وہ تڑپنے لگا، ہر طرح کا علاج ہوا، اس کے بعد ابیض شیطان ایک انسان کے روپ میں وہاں پہنچا اور کہا اس کا علاج برصیصا کے پاس ہے، وہ ایسا دَم کرتا ہے کہ مرنے والا بھی ٹھیک ہوجاتا ہے چنانچہ لوگ وہاں پہنچ گئے، اس کی بہت منتیں کیں لیکن برصیصا نہیں مانا، آخر لوگ کہنے لگے کہ یہ شخص مرگیا تو آپ کی پکڑ ہوگی، برصیصا کو رحم آگیا اس نے دَم کیا تو شیطان نے اس آدمی کو چھوڑ دیا، وہ ٹھیک ہوگیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ برصیصا کی شہرت ہوگئی، بہت لوگ آنے لگے، جس پر دَم کرتا وہ ٹھیک ہوجاتا لیکن برصیصا کی عبادت میں کمی آنے لگی، لیکن اس نے پرواہ نہیں کی، سوچا کہ مخلوقِ خدا کی خدمت کررہا ہوں۔

4 مرحلہ: اب شیطان نے ایک شہزادی کا

گلا گھونٹا جو تین بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی، وہ بیمار رہنے لگی۔ بڑے بڑے حکیم، اس زمانے کے طبیب بلائے گئے، ہر طرح کا علاج کیا گیا لیکن شہزادی ٹھیک نہ ہوئی۔ ابیض شیطان شہزادوں کے پاس انسانی شکل میں پہنچا اور کہا تمہاری بہن کا ایک ہی علاج ہے کہ برصیصا کے پاس اپنی بہن کو لے جاؤ، اس کے دَم سے یہ صحیح ہوگی۔ جب اس کے پاس لے گئے اور دَم کیا تو صحیح ہوگئی۔ اب یہ سلسلہ چل پڑا کہ شہزادی ٹھیک ہو کر محل میں آتی اور شیطان اس کو پھر تکلیف دیتا، پھر وہ برصیصا کے دَم سے ٹھیک ہو جاتی، پھر بیمار ہو جاتی۔

5 مرحلہ: اب آگے کے اسٹیج گنتے جایئے گا، شہزادے برصیصا کے پاس پہنچ گئے کہ ہمیں دشمن سے لڑنے کے لئے جانا ہے، ہماری بہن آپ کے دَم سے صحیح ہو جاتی ہے، آپ اس کو رہنے کے لئے اپنے پاس ایک کمرہ دے دیں۔ برصیصا نے فوراً انکار کر دیا کہ میں تو کسی قیمت پر نہیں رکھوں گا، وہ تو نامحرم ہے۔ شہزادوں کو ابیض شیطان نے پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ برصیصا انکار کرے تو پھر یہ کہنا کہ ہم آپ کی خانقاہ کے سامنے گھر بنا کر اپنی بہن کو وہاں رکھیں گے، آپ خانقاہ ہی سے دَم کرتے رہیں اور اس کے گھر کے باہر کھانا رکھ دیا کریں، وہ خود اُٹھا لے گی۔ برصیصا نے کہا یہ تو کوئی مسئلہ نہیں۔ کیا آج یہی حالات نہیں ہیں؟ لڑکیوں کو ایزی لوڈ کرانا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں، خیالات پکانا کوئی مسئلہ نہیں، گھر کے چکر لگانا کوئی مسئلہ نہیں، فون پر بات کر لی تو کیا ہوا، اسمارٹ فون کے جال میں پھنسنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

ایک دَم سے تو کوئی خرابی نہیں ہوتی، آہستہ آہستہ جب نفس پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو شیطان کو راستہ مل جاتا ہے، پھر جب وہ ڈنک مارتا ہے تو واقعی مسئلہ ہو جاتا ہے۔ گندے خیالات آتے ہیں، پھر میسج جانے لگتے ہیں، پھر جوابات، پھر ملاقاتیں ہوتی ہیں، پھر آگے بڑھتے بڑھتے بے حیائی، فحاشی، گندے ویڈیو گیم، گندے کارٹون، ذلت ہی ذلت اور رسوائی سے ہوتے ہوتے آخر میں تباہی آ جاتی ہے۔ اگر ہم پہلے ہی اسٹیج پر اس کا علاج کروالیں، اصلاح کروالیں، جان لڑا کر نظر کی حفاظت کر لیں اور گناہوں کے اسباب سے دور رہیں تو ذلت و رسوائی کے گٹر میں گرنے سے بچ جائیں گے۔

6 مرحلہ: برصیصا نے شہزادی کے لئے کھانا رکھنا شروع کر دیا، بار بار نظر پڑنے لگی اور دل میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہونے لگے۔ حضرت والاؒ نے مثال سے سمجھایا کہ گھی کا ڈبہ جس میں گھی جما ہوا ہے، سیل بند ہے لیکن اس کے قریب ہی آگ جلا دی جائے، آگ گھی کو نہیں دیکھتی، گھی آگ کو نہیں دیکھتا، لیکن آگ کی گرمی سے گھی پگھل جائے گا اور ڈبہ کا ڈھکن دھماکے سے اُڑ جائے گا۔ یہ حسین اور عشقِ مجازی کی گندگیاں ایمان کے ڈھکن کو کہیں اُڑا نہ دیں۔

اب برصیصا کے دل میں وسوسہ آیا کہ ایک لڑکی بیمار ہے اور تُو کھانا باہر رکھ کر چلا آتا ہے، اس بیچاری کو تکلیف ہوتی ہوگی، کمزور ہے (نامحرم عورتوں پر سب کو بہت ترس آتا ہے)۔ اس نے گھر کے اندر جا کر کھانا رکھنا شروع کر دیا، کچھ دنوں کے بعد شیطان نے دل میں ڈالا کہ یہ کیا بات ہے کہ بیمار کی خیر خیریت بھی نہیں پوچھتے۔ اب شیطان خوشیاں منا رہے ہیں کہ ابھی پھنسا بس! اب پتا چلے گا۔ اس کے بعد برصیصا نے شہزادی کی خیریت پوچھنی شروع کر دی، کچھ دنوں بعد شیطان و نفس نے اور پھسلایا کہ صرف خیر خبر پوچھتا ہے کبھی تسلی کے لئے سر پر ہاتھ بھی رکھ دے، یہ بھی کر دیا، اب جال میں پھنستا ہی جا رہا ہے۔ موبائل فون میں بھی یہی ہے کہ اب یہ فلم دیکھو، اس سائٹ پر جاؤ، نامحرم سے چیٹ (Chat) کر لو، پھر ملاقات کر لو۔

7 مرحلہ: پھر شیطان نے برصیصا کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ زنا کر لے، بعد میں توبہ کر لینا۔ اسی طرح شیطان گناہوں کو پُرکشش دکھاتا ہے، جیسے میرے شیخؒ فرماتے تھے کہ شیطان گناہ کی طرف پہلے Pull کرتا ہے یعنی کھینچتا ہے، پھر ٹِل پر چڑھا کر Push کر دیتا ہے، دھکا دے کر گناہوں کی گٹر لائن میں گرا کر ہنستا ہے کہ دیکھا! کیسا بیوقوف بنایا، بڑا عبادت گزار بنتا تھا۔ شیطان نے بار بار برصیصا کو ورغلایا تو اس نے زنا کر لیا جس سے لڑکی کو حمل ٹھہر گیا۔ اب برصیصا گھبرایا تو شیطان نے پٹّی پڑھائی کہ دیکھ! اب تیری رسوائی اور ذلت ہوگی، لوگ پکڑ کر ماریں گے، کتے کی موت مرے گا، اب ایک ہی حل ہے کہ لڑکی کو مار کر دفن کر دے، اس کے بھائی پوچھیں تو کہہ دینا کہ اس کو جن لے گیا۔ بس اس کو مار کر دفن کر دیا۔ آج بھی کتنے ہی واقعات سننے میں آتے ہیں کہ زیادتی کر کے قتل کر دیا۔

8 مرحلہ: جب برصیصا لڑکی کو دفن کر رہا تھا تو ابیض شیطان نے کفن کا کچھ کپڑا قبر سے باہر نکال دیا۔ دشمن سے مقابلہ کر کے شہزادے جب واپس آئے تو اپنی بہن کی خبر لینے برصیصا کے پاس گئے، پوچھا تو برصیصا نے جھوٹ بول دیا کہ اس کو جن لے گیا۔ برصیصا سے عقیدت کی بناء پر

بھائیوں کو شک بھی نہ ہوا اور اس کی بات کا یقین کر کے واپس چلے گئے۔ پھر ہر بھائی کے خواب میں شیطان نے آ کر بتایا کہ اس برصیصا نے زنا کر کے تمہاری بہن کو دفن کر دیا تھا، خانقاہ کے پیچھے قبر بنی ہوئی ہے، نشانی یہ ہے کہ چادر کا کنارہ باہر نکلا ہوا ہے۔ ہر بھائی نے ایک ہی جیسا خواب دیکھا، جب تیسرے بھائی کو خواب میں شیطان نے یہی بتایا تو اس نے اپنا خواب دونوں کو بتایا، انہوں نے کہا ہم نے بھی یہی خواب دیکھا تھا۔ تینوں فوراً خانقاہ کے پیچھے گئے تو دیکھا قبر ہے اور کفن باہر نکلا ہوا ہے، قبر کھولی تو اندر بہن کا ڈھانچہ ملا، برصیصا کو پکڑا اور ہتھکڑیاں لگا کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ آج کل بھی تفتیش، پوسٹ مارٹم کے بعد اصل قاتل کا پتا چل جاتا ہے اور پکڑے جاتے ہیں۔

9 مرحلہ: اب آگے اَور عبرتناک بات سنئے کہ برصیصا کا خاتمہ کیسا ہوا؟ بادشاہ نے کہا اس کو پھانسی دی جائے، جب پھانسی کے تختے پر چڑھایا گیا تو ابیض شیطان نے آ کر برصیصا سے کہا مجھے پہچانا؟ برصیصا نے کہا ہاں تم وہی ہو جس نے میرے ساتھ عبادت کی تھی۔ ابیض نے کہا اب تو تُو رسوا ہو چکا اور پھانسی ہونے والی ہے، اگر میری بات مان لے تو تجھے یہاں سے نکال لوں گا۔ برصیصا نے کہا وہ کیا؟ کہا مجھے سجدہ کر لے، برصیصا نے پھانسی سے بچنے کے لئے سجدہ کر لیا، ابیض نے کہا برصیصا! میرا مقصد پورا ہو گیا، میں یہی چاہتا تھا کہ تُو کافر ہو جائے، اب میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں، فوراً پھانسی چڑھایا گیا، کفر پر موت آئی۔

لڑکی کے چکر میں، نظر خراب کرنے کی وجہ سے، نفس پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے کیا تباہی آئی۔ اب آپ لوگ مجھ سے پوچھیں کہ باقی باتیں تو موبائل کے گناہ سے مل رہی ہیں لیکن یہ آخر میں سجدہ والی بات کا موبائل سے کیا تعلق ہے؟ چلیں، میں اشارہ کر دیتا ہوں کہ کیا مسلمان بیٹیاں عیسائی، ہندو لڑکوں سے شادیاں نہیں کر رہیں؟ کیا مسلمان بیٹا عیسائی، ہندو لڑکی سے شادی نہیں کر رہا؟ کئی سو سال پہلے دمشق کی جامع مسجد کا مؤذن اذان دینے مسجد کی چھت پر چڑھا اور ساتھ والے گھر میں عیسائی لڑکی پر نظر پڑی، اذان نہیں دی، نیچے آ کر عیسائی کے گھر چلا گیا اور لڑکی کے کہنے پر عیسائی ہو گیا، اسی حالت میں موت آئی۔ کیسا عبرت کا مقام ہے، ہم نظر کو معمولی سمجھتے ہیں، ایک بدنظری پر شیخ ابوعبداللہ اندلسیؒ کا کیا حال ہوا، جب بھی سنایا ہے شاید ہی کوئی ہو جو رویا نہ ہو، عبرت کے لئے مختصر سناتا ہوں۔

شیخ ابوعبداللہ اندلسیؒ کا سبق آموز واقعہ: شیخ ابوعبداللہ اندلسیؒ مشہور شیخ المشائخ اور اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ بغداد میں ان کی وجہ سے ۳۰ خانقاہیں آباد تھیں۔ ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا، تلامذہ اور مریدین کی جماعت میں سے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ ہو گئے، جن میں حضرت جنیدؒ اور حضرت شبلیؒ بھی تھے۔ راستہ میں ایک گرجا آیا جہاں عیسائی صلیب پرستی کر رہے تھے۔ آگے بڑھے تو ایک کنویں پر کچھ عیسائی لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں، شیخ کی نگاہ ایک حسین لڑکی پر پڑی، نگاہ پڑتے ہی تغیر ہونے لگا، شیخ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ تین دن کامل گزر گئے کہ نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ کسی سے بات کرتے ہیں۔ حضرت شبلیؒ نے عرض کیا کہ یا شیخ! آپ کے ہزاروں مریدین آپ کی اس حالت سے پریشان ہیں۔ شیخ نے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں۔ پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آ چکی ہے کہ تمام اعضاء و جوارح پر اسی کا تسلط ہے، اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں۔ (جاری ہے)

مقدار صدقۂ فطر برائے کراچی ۱۴۴۵ھ۔ ۲۰۲۴ء

نمبر شمار	نام اشیاء	مقدار	رقم
1	کشمش	ساڑھے تین کلو	3,500روپے
2	کھجور	ساڑھے تین کلو	1,925روپے
3	جَو	ساڑھے تین کلو	580روپے
4	گندم	پونے دو کلو (دو کلو احتیاطاً)	300روپے

واضح رہے کہ کشمش کا ذکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت، بخاری و مسلم میں موجود ہے۔
کھجور، گندم اور جَو کا ذکر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت، ابوداؤد اور نسائی سے ثابت ہے۔
(کمافی مشکوٰۃ: ۱۶۰، مطبع اصح المطابع آرام باغ، کراچی)

نوٹ: مذکورہ بالا اشیاء کی قیمتوں کا اندازہ مورخہ ۲۶ رشعبان ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ رمارچ ۲۰۲۴ء کے نرخ کے مطابق لگایا گیا ہے۔

اٹھارہویں سالانہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، سرائے نورنگ

رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر محترم حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے الیکشن 2024ء کی وجہ سے سرائے نورنگ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے لئے 3/مارچ 2024ء کا دن مقرر کیا۔

18ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی کے لئے الیکشن کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفار صاحب کی صدارت میں ضلعی مجلس عاملہ کا اجلاس جامع مسجد میناری نورنگ میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلعی سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب، ضلعی ناظم اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب، ضلعی ناظم حضرت مولانا مفتی ضیاء اللہ صاحب، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ضلعی ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی صاحب، ناظم اطلاعات صاحبزادہ آمین اللہ جان صاحب، ناظم دفتر مولانا ماسٹر عمر خاں نے شرکت کی اور فیصلہ کیا کہ وقت کم ہے۔ سالانہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے دن رات کوشش کریں گے سالانہ کانفرنس سے پہلے ساتھیوں کی ہمت اور جذبے کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے انتہائی مختصر وقت میں تقریباً 280 سے زیادہ چھوٹے بڑے پروگراموں میں روزانہ کی بنیاد پر حصہ لیا۔

24/فروری کو چیف جسٹس کے متنازع فیصلہ کے خلاف سرائے نورنگ میں عظیم الشان تاریخی ریلی نکالی گئی تھی۔

یکم مارچ نماز جمعہ کے خطبے میں ضلع لکی مروت کی تمام مساجد کے علماء کرام، خطباء عظام اور ائمہ مساجد نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر بیانات کرکے ریکارڈ قائم کیا اور عاشقانِ ختم نبوت سے جوق در جوق شرکت کی اپیل کی، مسلسل بارش کی وجہ سے ضلعی کابینہ نے قلعہ گراؤنڈ کے بجائے بامر مجبوری جامع مسجد مولانا جمعہ خان المعروف بڑی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔

3 مارچ بروز اتوار صبح 10 بجے قاری محمد مبشر کی تلاوت قرآن پاک سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا خواجہ عزیز احمد دامت برکاتھم العالیہ کی صدارت میں 18ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی پہلی نشست شروع ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ضلع ناظم حضرت مولانا مفتی ضیاء اللہ صاحب، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ادا کئے۔ حافظ ابوہریرہ صاحب سرگودھا کے نعتیہ کلام کے بعد کانفرنس سے ضلع خوشاب و میانوالی کے مبلغ حضرت مولانا محمد ساجد صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا خواجہ عزیز احمد دامت برکاتھم العالیہ (حضرت کا بیان ان شاء اللہ علیحدہ قلم بند کریں گے)، شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب، مولانا محمد طیب طوفانی صاحب، صاحبزادہ آمین اللہ جان صاحب، مولانا ماسٹر عمر خان، جے یو آئی کے ضلعی جنرل سیکریٹری حضرت مولانا اصغر علی صاحب، جامع مسجد اڈہ کے خطیب حضرت مولانا عبدالحمید صاحب، مولانا خلیل الرحمٰن صاحب، ملتان کے مبلغ حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب اور صوبائی مبلغ حضرت مولانا عابد کمال صاحب کے بیانات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے امیر محترم حضرت مولانا عبدالغفار صاحب نے پہلی نشست کی اختتامی دعا فرمائی۔

نماز ظہر کے بعد خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی صدارت میں قاری نور الامین صاحب کی تلاوت سے دوسری نشست شروع ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں شاہین ختم نبوت حضرت

مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، ردِ قادیانیت اور چیف جسٹس کے متنازع فیصلہ پر انتہائی مدلل اور ولولہ انگیز بیان ارشاد فرمایا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے شرکاء کانفرنس کا ہزاروں کی تعداد میں شرکت کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ حضرت اقدس مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ، جے یو آئی ضلع لکی مروت کے ضلعی امیر سابقہ ممبر قومی اسمبلی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب، ضلعی رہنماء حضرت مولانا عبدالوکیل صاحب کے بیانات کے بعد اسٹیج سیکریٹری مفتی ضیاء اللہ صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر محترم حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین صاحب کو اختتامی خطاب کی دعوت دی۔ حضرت مفتی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِقادیانیت کے لئے پوری دنیا میں دعوتی فریضہ پُرامن طور پر سرانجام دے رہی ہے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی ہوئی ہے لیکن اس وقت مغربی قوتیں، اسرائیل اور قادیانی گٹھ جوڑ پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت کے قوانین کو ختم کرنے کے لئے سرگرم ہے تاہم افسوس کی بات ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو کھلی آزادی حاصل ہیں صرف یہی نہیں بلکہ کوشش کی جارہی ہے کہ قادیانیوں کو پاکستان میں بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز کیا جائے۔ انہوں نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے اپیل کی کہ مبارک ثانی کیس میں کسی ایسے شخص یا ادارے سے رائے نہ لیں جو پاکستان کے آئین وقانون سے مخالف رائے رکھتا ہو اور قادیانیوں کے متعلق اس کی رائے قرآن وسنت سے مخالف ہو۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں، پی کے 92 کے امیر مولانا علی نواز صاحب، جامع مسجد سعید خیل لکی سٹی کے خطیب حضرت مولانا عبدالحمید صاحب، حضرت مولانا حافظ امیر پیاو آشاہ صاحب، حافظ محمد رضا صاحب، قاری محمد سجاد صاحب، مولانا سفیراللہ صاحب، مولانا برہان الدین صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب، مولانا محمد امجد طوفانی صاحب، مولانا گل فراز شاکر صاحب، مولانا حمیداللہ صاحب، مولانا محمد گل صاحب، سالار ذاکراللہ، سعیدالرحمن، شفیع اللہ سپرلی خیل اور قاری حمیداللہ صاحب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں دینی مدارس کے علماء و طلباء، اسکول کالج اور یونیورسٹی کے اساتذہ و طلباء، تاجر برادری، معززین علاقہ، سیاسی و سماجی شخصیات، وکلاء برادری اور کوریج کے لئے سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندوں نے بطور خاص شرکت کی جبکہ سیکورٹی کے فرائض تحصیل سالار حبیب اللہ مجاہد کی نگرانی میں انصارالاسلام کے رضا کاروں نے سرانجام دیئے۔ حضرت مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب کی رقت آمیز دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس نورنگ کی قراردادیں

آج کی یہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے شرکاء یہ متفقہ قرارداد منظور کرتے ہیں:

(۱) اسلامی ممالک خاموشی کے بجائے فلسطین میں جاری اسرائیلی مظالم و بربریت کے خلاف عالمی سطح پر آواز اٹھائے اور فلسطینی بھائیوں کی بھرپور جانی و مالی، سیاسی اور اخلاقی تعاون کریں اور عالمی ادارے جلد از جلد شہری آبادی پر بمباری بند کروانے کی کوشش کریں۔

(۲) مسلم ٹی وی ون اور مسلم ٹی وی ٹو سمیت تمام قادیانی اخبارات وجرائد کو فوری طور پر بند کیا جائے یہ اجتماع عوام الناس سے مطالبہ کرتی ہے کہ قادیانی مصنوعات ذائقہ گھی، شاہ تاج چینی، پنجاب آئل ملز، راجہ سوپ، کیوریٹیو میڈیسن، یونیورسل اسٹیبلائزر سمیت تمام قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

(۳) حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ یوٹیلٹی اسٹورز میں قادیانی کمپنی شیزان کی مصنوعات کی فروخت پر پابندی لگائی جائے اور شیزان مصنوعات یعنی مشروبات، اچار جام وغیرہ کی ترسیل کو بند کیا جائے۔

(۴) یہ اجتماع جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے سرپرست اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل لکی کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمتین صاحب، جمعیت علماء اسلام ضلع بنوں کے امیر سابقہ سینئر حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب، انصار الاسلام لکی مروت کے سابقہ ضلعی سالار حافظ نظر محمد صاحب سمیت تمام مرحومین کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ درجات عالیہ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆ .... ☆☆

غیرت ایمانی کا تقاضا

امریکی واسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

اسرائیل اور امریکا کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی ایک تحریک چل رہی ہے۔ کچھ غیرت مند مسلمان ایسی تحریک چلا رہے ہیں اور سنا ہے کہ اس کا کچھ اثر بھی ہو رہا ہے۔ اس بارے میں ایک بات مجھ سے بار بار پوچھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر جو فرنچائز ہیں جیسے میکڈونلڈ ہے یا کے ایف سی ہے یا اس قسم کی جو کمپنیاں ہیں جن کی غذائیں وغیرہ بکتی ہیں۔ اس کے مالک مسلمان ہیں، پاکستانی ہیں البتہ انہوں نے فرنچائز کا چونکہ معاہدہ کر رکھا ہے، لہٰذا پانچ فیصد یا دس فیصد آمدنی کا حصہ ان کمپنیوں کو جاتا ہے تو اگر ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا تو خود ان مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا جو کہ فرنچائز لئے بیٹھے ہیں۔ میں اس کے جواب میں ایک بات عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ یہ مسئلہ فتویٰ کا نہیں ہے، یہ ایمانی غیرت کا مسئلہ ہے۔ کسی غیرت مند مسلمان کو یہ گوارا نہیں ہونا چاہئے کہ اس کی آمدنی کا ایک پیسہ بھی کسی ایسے شخص کو پہنچے جو اسرائیل کو مدد دے رہا ہے۔ یہ مسلمان کی ایمانی غیرت کا تقاضا ہے۔ یہ کہنا کہ پانچ فیصد جاتا ہے، پچانوے فیصد تو ہم کھاتے ہیں: ارے بھئی! پچانوے فیصد آپ کا کھا چکے بہت ہے الحمدللہ! آپ نے کافی نفع بنالیا، اب یہ تو کر سکتے ہیں کہ اس فرنچائز کو ختم کر کے اپنا کاروبار شروع کر دیں۔ اگر اس کو ختم کر کے اپنا کاروبار شروع کریں گے تو تھوڑا سا پتا تو چلے گا ان کو کہ یہ جو دنیا بھر کے اندر ہم اپنی مصنوعات چلا رہے ہیں، دنیا بھر میں ہمارا سکہ چل رہا ہے، اس کا کچھ اثر تو ہوگا یہ کہنا کہ ان کو پانچ فیصد جا رہا ہے اور ہمارے پانچ فیصد سے کیا فرق پڑے گا؟ آپ ذرا یہ سوچیں کہ اگر میری آمدنی کا پچاس فیصد نہیں ایک فیصد کسی ایسے شخص کو پہنچ رہا ہو جو میرے باپ کے قتل کی سازش کر رہا ہے، گوارا کریں گے؟ یا میرے قتل کی سازش کر رہا ہے تو یہاں اس کو ایک فیصد یا دو فیصد یا پانچ فیصد سے ناپیں گے؟ لوگ فتویٰ کی بات کرتے ہیں، یہ فتویٰ کا مسئلہ نہیں ہے یہ غیرت ایمانی کا مسئلہ ہے، اور غیرت ایمانی کے تحت میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی غیرت مند مسلمان کو یہ اقدام نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا یہ بھی اس کوشش کا ایک حصہ ہے اور اس وقت میں تو یوں سمجھتا ہوں کہ ایک لحاظ سے پوری امت مسلمہ حالتِ جنگ میں ہے۔ کیونکہ یہ حملہ صرف فلسطینیوں پر نہیں ہو رہا، مآلِ کار اس کا اثر پورے عالم اسلام پر پڑنے والا ہے۔ لہٰذا پوری امت مسلمہ حالتِ جنگ میں ہے۔ جب حالتِ جنگ میں ہے تو جو لوگ عالم اسلام کے خلاف یہ سازش کر رہے ہیں، ان کو کسی طرح بھی نفع پہنچانا چاہے وہ ایک پیسے کا ہو، ایک مسلمان کی غیرت کو یہ گوارا نہیں کرنا چاہئے، لہٰذا میں اس بات کی حمایت کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کا بائیکاٹ کیا جائے جس کا فائدہ اس طاقتوں کو پہنچ رہا ہے، اپنی سی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا جاری رکھیں، کوئی وقت خالی نہ جائے کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے نہ مانگا جا رہا ہو اور پھر اللہ کے فیصلہ پر راضی رہیں، پھر جو اللہ کا فیصلہ آئے وہی برحق ہے۔ وہ ہماری خواہش کے مطابق ہو تب برحق ہے اور ہماری خواہش کے خلاف ہو تو برحق ہے۔ تو بس یہ ہے پریشانی کا علاج۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆ .... ☆☆

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 25 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضوری باغ روڈ، ملتان فون : 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

مسلم کمرشل بینک ملتان 1127-01010015785

یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان 0038-01034640

اپیل کنندگان

پیر طریقت رہبر شریعت حافظ حضرۃ مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ، ولی ابن ولی، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالی، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 0334-5082180	راولپنڈی 0304-7520844	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 0302-5152137	لاہور 0300-4304277 0300-4918840	سرگودہا 0301-6361561	چناب نگر 0301-7972785 0301-6395200	جھنگ 0303-2453878	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0334-3463200	رحیم یارخان 0301-7659790	سکھر 0302-3623805	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 0300-8775697	شیخوپورہ 0300-5598612	کوئٹہ 2841995 0331-3064596	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337